تفسیر احمد

سُورَةُ الفَلَق

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «الفلق» کا تفسیر و ترجمه

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

سورة الفلق

جزء (30)

سوره الفلق مدینہ میں نازل ہوئی اس کی پانچ(۵) آیتیں ہیں

وجہ تسمیہ:

اس سورت کا نام "الفلق" اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کا آغاز اللہ تعالٰی کے اس ارشاد سے ہوتا ہے: "قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ" سوره "فلق"مکی ہے یا مدنی ، اس میں مفسرین کا اختلاف ہے، مفسرین کا کہنا ہے کہ: نہ صرف سورت کا متن "مدنی"ہے، بلکہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ یہ سوره مدینہ کے آخری دور میں نازل ہوئی ہے۔

مفسرین اس سورت کے مدنی ہونے کے بارے میں جو دلائل دیئے ہیں وہ یہ ہیں کہ اس سوره میں "حسد" کے بارے میں بحث کی گئی ہے: اور یہ منحوس صفت طاقت اور مراعات حاصل کرنے کے مراحل میں سے ایک آفت ہے، نہ کہ کمزوری اور عاجزی اور مراعات سے محروم ہونے کی، مکی دور میں نبی کریم ﷺ کسی کے حسد کو بھڑکانے کی حالت میں نہیں تھے، مکہ میں مسلمان اپنے مشکل دن اور حالات گزار رہے تھے، کیونکہ ان دنوں وہ آرام اور سکون سے محروم تھے، البتہ مسلمان جب مدینہ میں تھے تو ان کی حالت بدل گئی، اور جزئی طور پر بہتری آئی۔

لیکن حسن ،عطاء عکرمہ اور جابر کے نزدیک سوره "فلق" اور سوره "ناس" کو مکی سمجھا جاتا ہے، اکثر علماء کی یہی رائے ہے،لیکن ابن عباسؓ ، قتاده اور دوسرے گروه کی ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ یہ سورت مدنی ہے، ابن کثیر کا یہی قول ہے، اور بعض دوسرے علماء نے کہا ہے کہ یہی صحیح ہے۔

مرحوم شیخ علی صابونی اپنی تفسیر "صفوة التفاسير" میں لکھتے ہیں کہ: سوره فلق مکہ میں نازل ہوئی اور انسان کو اللہ کی پناہ مانگنے کا درس دیتی ہے، اور خدا کی مخلوقات، اور رات کی تاریکی سے بھی اللہ کی پناہ مانگے، کیونکہ رات کے اندھیرے میں لوگ خوف زدہ ہوتے ہیں اور جرائم پیشہ افرا د بھی رات کے وقت سرگرم رہتے ہیں۔

سوره فلق انسان کو یہ بھی سکھاتی ہے کہ وہ ہر حسد کرنے والے اور جادوگر کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، یہ سورت ان دو معوذتین میں سے ایک ہے جن کو پڑھ کر رسول اللہ ﷺ اپنے آپ کو خدا کی حفاظت قرار

(c) ketabton.com: The Digital Library

دیتے تھے۔
"تفہیم القرآن" کے مفسر لکھتے ہیں: اگر چہ سورہ فلق اور ناس قرآن کریم کی آخری سورتیں اصل میں دو الگ الگ سورتیں ہیں ، اور مصحف میں الگ الگ ناموں کے ساتھ شامل ہیں، لیکن ان کے درمیان اتنا گہرا تعلق ہے اور ان کے موضوعات کا ایک دوسرے سے اس قدر مناسبت ہے کہ دونوں کا مشترکہ نام بھی معوذتین (وہ دو سورتیں جن کے ذریعے پناہ مانگی جاتی ہے) کے نام سے ہے، امام بیہقی "دلائل النبوۃ" میں لکھتے ہیں کہ: یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئیں ہیں، اس لیے ان دونوں کا مشترکہ نام معوذتین ہے۔

سورۃ الفلق کا سورۃ الاخلاص سے ربطہ

سورۃ الاخلاص میں الوہیت کے متعلق بحث کی گئی ہے، اور اللہ تعالیٰ کو اس چیز سے منزہ اور پاک قرار دیا ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں ہے، سورہ فلق اور ناس بیان کرتی ہیں کہ انسان کو اس دنیا میں ان لوگوں سے جو توحید اور توحید کی راہ میں رکاوٹ بننے والے ہیں اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے، دونوں کا آغاز استعاذہ سے ہوتا ہے، اسی طرح سورۃ الفلق اندھیری رات کے شر، جادوگروں، غیبت کرنے والوں، فتنہ بازوں اور حسد کرنے والوں سے اور سورہ ناس شیطانوں، جنوں اور انسانوں کے شر اور فریب کاری سے ہمیں حق تعالی کی پناہ میں رکھتی ہیں۔

سورہ فلق انسان کو مخلوق کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنے کا طریقہ سکھاتی ہے، تاکہ مختلف مخلوقات کے شر سے اور رات کی پھیلی ہوئی تاریکی، چالوں، جھوٹ جادوگری، فریب، چالاکیوں، بیہودہ باتوں، فتنہ انگیز باتیں کرنے والے، سازشیں کرنے والے، تہمت لگانے والے، جو میاں بیوی کے درمیان جدائی کا باعث بنتے ہیں اور حسد کرنے والوں کی برائی سے جو بہت زیادہ رشک کرتے ہیں، اور خدا کی عطا کردہ نعمتوں کو جو دوسروں کو حاصل ہیں برباد کرنا چاہتے ہیں کہ شر سے محفوظ رہیں۔

سورۃ الفلق کی آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد

سورۃ الفلق کا ایک(۱) رکوع، پانچ(۵) آیتیں، تیئس(۲۳) الفاظ، (تہتر(۷۳) حروف اور پینتالیس(۴۵) نقطے ہیں۔
(یادر ہے کہ سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، اس کی تفصیل کے لیے سورہ "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورہ فلق کی آیات کی تقسیم

آیت: (۱) ۱استعاذہ اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کی ذمہ داری کا اظہار کرتی ہے، آیات مبارکہ"۲ تا ۵" میں ان چیزوں کا بیان ہے کہ عام طور پر انسان کے لیے ان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا ضروری ہے، اس کے ساتھ ساتھ جن برائیوں کی طرف اس سورت میں اشارہ کیا گیا ہے وہ قیامت کے آنے تک موجود ہوں گی۔

سورہ الفلق کی فضیلت

قرآ ن کریم کی تمام سورتوں کے اپنے اپنے خاص فضائل ہیں کہ ان کے پڑھنے تلاوت کرنے اور ان کے معانی و مفاہیم میں غوروفکر کرنے، ان میں موجود رہنما اصولوں پر عمل کرنے سے انسان کو دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

بس ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ قرآن کریم ہم انسانوں کے لیے زندگی کا لائحہ عمل اور عمل کی کتاب ہے، جس کی تلاوت فکر و ایمان کی ابتدا ہے اور قرآن کے مشمولات پر عمل کرنے کا ذریعہ ہے، اور نیک لوگوں کو تمام اعمال صالحہ کا اجر عظیم بھی یہاں سے اور انہی شرائط سے حاصل ہوتا ہے ۔

یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ قرآن کی سورتوں کی تلاوت انسان کے ایمان اور عقیدہ کو تقویت پہنچا کر، دل کی پاکیزگی میں اضافہ کرکے، گناہوں میں تخفیف کرکے، انسانوں کی عبادت کو افضل اور بہتر بنا کر مسلمان کو کمال اور ترقی کے اعلیٰ درجے پر پہنچا دیتی ہے۔

لہٰذا یہ بھی ذہن نشین رہے کہ، قرآن کریم کی سورتوں کی تلاوت، خاص طور پر جب تلاوت آیات مبارکہ کے معانی اور مفاہیم پر غور و فکر کے ساتھ ہو، تو بہت سی ذہنی اور روحانی بیماریوں کا علاج کرتی ہے، انسان کے غم اور پریشانی کو کم کرتی ہے، آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتی ہے، یاد رکھیں کہ قرآن عظیم انسا ن کی تنہائی کا ساتھی ہے، یہ انسانی زندگی کو بابرکت بناتا ہے اور دعا کی قبولیت کو یقینی بناتا ہے، قرآن کی سورتوں کی تلاوت سے گھر صاف ہوتا ہے، عذاب سے نجات ملتی ہے اور انسان کے لیے دوسری نعمتیں اور برکتیں لاتا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ قرائت کا کمال کے درجہ تک پہنچنا، اسی طرح غور و فکر اور عمل کی منزل تک پہنچنا، یہ ثواب کے کمال اور رضائے الٰہی کے حصول اور بہتر نعمتیں حاصل کرنے کا ذریعہ بنے گا ۔

ایک اور نکتہ جو میں اپنے قارئین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمیں قرآن پڑھنے کو کاروبار کے طور پر نہیں دیکھنا چاہیے، کہ کونسی سورت ہے جس کو پڑھنے کا ثواب سب سے زیادہ ہے، جس کو ہمیشہ پڑھنے

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے دوسری سورتوں کے پڑھنے سے ہم محروم رہیں۔
قرآن ایک مجموعہ ہے جو اکھٹا ہونا چاہیے اور انسان ان سب سورتوں سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کرسکتا ہے۔
دوسری سورتوں کی طرح سورہ فلق کی بھی فضیلتیں ہیں جیسا کہ سورہ فلق اور سورہ ناس کی فضیلت کے بارے میں حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ: "كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا" ترجمہ: "رسول الله صلی الله علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو معوذات کی سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے، پھر جب آپ ؐ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر نبی کریم صلی الله علیہ وسلم کے ہاتھوں کو برکت کی امید سے آپؐ کے جسم مبارک پر پھیرتی تھی"۔
حضرت بی بی عائشہ ؓ فرماتی ہیں: جن لمحوں میں رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی بیماری شدید ہوجاتی تھی ، میں سورہ "فلق" اور سورہ "ناس" پڑھتی تھی اور برکت کی امید سے آپ کے جسم پر ہاتھ پھیرتی تھی۔
عقبہ بن عامر ؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا: "عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ (رضی الله عنه) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صلی الله علیه وسلم): «أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يرَ مِثْلُهُنَّ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ" ترجمہ: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو آیتیں آج مجھ پر نازل کی گئی ہیں ان جیسی (آیتیں) کبھی دیکھی تک نہیں گئیں؟" اور وہ سورۃ الناس ا ور سورۃ الفلق ہے"۔
اسی طرح عقبہ بن عامر فرماتے ہیں: "بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ (صلی الله علیه وسلم) بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَالأَبْوَاءِ إِذْ غَشِيتْنَا رِيحٌ وَظُلْمَةٌ شَدِيدَةٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ (صلی الله علیه وسلم) يَتَعَوَّذُ بِ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) وَيَقُولُ: "يَا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا" قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَؤُمُّنَا بِهِمَا فِي الصَّلاَةِ" ترجمہ: "ایک دن میں رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے ساتھ ابواء اور جحفہ کے درمیان سفر کررہا تھا کہ آندھی اور اندھیرے نے ہمیں گھیر لیا، نبی کریم ﷺ نے سورۃ الناس اور سورۃ الفلق سے دم کرنا شروع کیا، اور فرمایا: اے عقبہ! ان کے ساتھ (خود کو) دم کرو، کیونکہ ان سورتوں کی طرح کسی دم کرنے والے نے دم نہیں کیا"
راوی مزید اضافہ کرتے ہیں: "آپ ؐ نماز کی امامت فرما رہے تھے، میں نے سنا کہ نماز میں یہ دونوں سورتیں پڑھیں"۔
نیز ایک اور حدیث میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ: رسول الله صلی الله علیہ وسلم فرماتےہیں: "اقْرَأْ يَا جَابِرُ فَقُلْتُ: وَمَاذَا أَقْرَأُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: اقْرَأْ

(c) ketabton.com: The Digital Library

(قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) فَقَرَأْتُهُمَا فَقَالَ: اقْرَأْ بِهِمَا وَلَنْ تَقْرَأَ بِمِثْلِهِمَا"
ترجمہ: "پڑھ اے جابر! میں نے پوچھا کیا پڑھوں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول؟ فرمایا: "سورہ فلق اور سورہ ناس " میں نے ان دونوں سورتوں کو پڑھ لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں سورتوں کو پڑھ لو، ان کی طرح ہر گز نہیں پڑھ سکو گے"
عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ایک اور حدیث میں سورہ فلق کی فضیلت کے بارے میں کہتے ہیں: " قلت: يا رسول الله، أقرئني إما من سورة (هود)، وإما من سورة (يوسف)، فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم): «يا عقبة بن عامر، إنك لن تقرأ سورة أحب إلى الله، ولا أبلغ عنده من أن تقرأ: (قل أعوذ برب الفلق)، فإن استطعت أن لا تفوتك في صلاة فافعل. " ترجمہ: میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! چند آیتیں سورہ ھود اور سورہ یوسف سے مجھے پڑھا دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عقبہ: ہمارے رب کو سورہ فلق سے زیادہ پیاری اور فصیح کوئی سورت نہیں جو تم پڑھ سکتے ہو، کوشش کرو کہ نماز میں اسے پڑھنا تجھ سے رہ نہ جائے".

معوذتین کی فضیلت

ترمذی اور بیہقی میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے معوذتین کی فضیلت کے بارے میں مروی حدیث ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کی آنکھوں کے شر سے رب العزت کی پناہ مانگتے تھے، معوذتین کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان دو سورتوں کی تلاوت کی، اور اس سلسلے میں پڑھی جانے والی دوسری دعاؤں کو چھوڑ دیا".
امام مالک مؤطا میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پریشان ہوتے تو معوذتین پڑھتے تھے، اور خود کو دم فرماتے، اس کام کو تین بار دہراتے، اور جب ان کی تکلیف شدید ہوجاتی تو میں ان کے لیے معوذتین پڑھتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکت کی حصول کی امید سے اپنے ہاتھ جسم پر پھیرتے یعنی: خود کو دم فرماتے تھے".
اسی طرح عقبہ بن عامر سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھوں".
اسی طرح ان سے مروی دوسری روایت میں ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب بھی سوئیں اور جب بھی بیدار ہو تو معوذتین پڑھیں".
ابن کثیر نے اس معنی میں بہت سی احادیث نقل کی ہیں اور کہا ہے: عقبہ سے مروی حدیث کے بہت زیادہ طرق ہیں جو کہ حد تواتر کو پہنچ جاتے

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہیں، اس لیے یہ حدیث بہت سے محققین کی نظر میں یقین کے لیے مفید ہے"۔
هكذا دوسری حدیث میں ہے کہ: رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا: "
يا عقبة ألا أعلمك سورا ما أنزلت فى التوراة و لا فى الزبور و لا فى الإنجيل و لا فى الفرقان مثلهن، لا يأتين عليك إلا قرأتهن فيها. "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" و "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" و "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامر کو مخاطب کرکے فرمایا: اے عقبہ کیا میں تمہیں کچھ سورتیں نہ سکھاؤ ں جو ان جیسی تورات، انجیل، زبور اور قرآن میں نازل نہیں ہوئیں، تجھ پر کوئی ایسی رات نہ گزرے مگر یہ کہ تو انہیں پڑھے، وہ "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" ہیں۔ (یہ روایت سلسلة الاحاديث الصحيحه میں حدیث نمبر ۲۸۶۱ میں ہے)

معوذتین کا سبب نزول:

"قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ " اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ " کے بارے میں کئی احادیث مفسرین نے ذکر کی ہیں : لیکن یہاں اختصار کے لیے (بیہقی اور بخاری ومسلم) کی دو حدیثوں پر اکتفا کریں گے۔

حضرت بی بی عائشہ رض فرماتی ہیں:نبی کریم ﷺ پرجادو کیا گیا، اس طرح کہ آپ کوئی کام نہیں کیے ہوتے، آپ کو ایسا لگتا تھا کہ آپ وہ کام کرچکے ہیں، یہاں تک کہ ایک دن آپ ﷺ نے حق تعالٰی سے بہت زیادہ دعا کی، پھر فرمایا: "کیا تم جانتے ہو ہمارے عظیم رب نے مجھے میرے علاج کا طریقہ بتایا؟ دو آدمی میرے پاس آئے، ان میں سے ایک میرے سر ہانے اور دوسرا پاؤں کے پاس بیٹھ گیا، پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا: اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے، پوچھا:کس نے جادو کیا ہے؟ کہا:لبید بن اعصم نے، اس نے پوچھا:کس چیز کے ذریعہ جادو کیا؟ کہا:کنگھی کے ذریعہ، کتان کے ریشے اور کھجور کے پھولوں کے چھلکے سے، پوچھا کہاں ہیں وہ؟ کہا: ذروان کے کنویں میں، راوی کہتے ہیں کہ: پھر آپ ﷺ کنویں کی طرف نکل پڑے، اور واپسی کے بعد عائشہ رض سے کہنے لگے: " وہاں کے کھجور شیطان کے سروں کی طرح تھے" عائشہ رض نے پوچھا: آپ نے انہیں کنویں سے باہر نکالا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جی ہاں ، مجھے تو رب نے شفاء عطا کی، لیکن مجھے ڈر ہے کہ اس سے لوگوں کو نقصان پہنچے پھر اس کنویں کو مٹی سے بھر دیا"۔
بیہقی "دلائل النبوة" میں کلبی کے تو سط سے ابی صالح اور ابن عباس رض سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

روایت کرتے ہیں کہ: جب نبی کریمﷺ نے رات گزار کر صبح کرلی تو عمار بن یاسر کو چند لوگوں کے ساتھ وہاں بھیج دیا، جب وہ کنویں پر گئے تو انہوں نے کنویں کا پانی مہندی کے پانی جیسا پایا، انہوں نے کنویں کا پانی نکالا اور پتھر کو اٹھایا، اس تعویذ کو باہر لاکر جلادیا، اس میں ایک ڈورتھی جس میں گیارہ (۱۱) گرہیں بندھی ہوئی تھیں، پھر یہ دو سورتیں نازل ہوئیں ، نبی کریمﷺ نے ان دونوں سورتوں کو پڑھنا شروع کیا، ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی (اس حدیث کو بیہقی نے کلبی سے روایت کیا ہے) اسی طرح معوذتین کے سبب نزول کے بارے میں بخاری اور مسلم میں بی بی عائشہ ؓ سے مندرجہ ذیل روایات کی گئی ہیں:

"لبید بن اعصم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح جادو کیا کہ اس نے کھجور کے پھول کے چھلکے اور کنگھی کرتے وقت رسول خدا کے سر سے گرے ہوئے بال، اور کنگھی کے دانت اور ایک دھاگہ لیا، جس میں "۱۱" گرہیں بندھی تھیں، سوئی سے گرہیں مضبوط کی گئی تھیں، کھجور کے چھلکے میں ڈالی اور دم کی گئی تھیں۔

یہ وہ وقت تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر معوذتین نازل ہوئیں تو آپ ؐ نے ان کی تلاوت شروع کردی، گویا کہ ہر آیت کی تلاوت پر ایک گرہ کھل جاتی، اور اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان گرہوں کے کھلنے سے ایک قسم کی راحت اور سکون محسوس کرتے تھے، یہاں تک کہ آخری گرہ کھل گئی، تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کھڑے ہوئے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قید سے رہا ہوگئے ہوں۔

جبریل ؑ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دعا پڑھتے اور دم کرتے تھے اور کہتے: "باسم الله أرقيك، من كل شيء يؤذيك، من شر حاسد وعين والله يشفيك" ترجمہ: " اللہ کے نام سے میں تمہیں دم کرتا ہوں ہر تکلیف دہ چیز سے، ہر ذی روح اور ہر حاسد کی آنکھ کے شر سے، اللہ تمہیں شفاء دے، اللہ کے نام کے ساتھ تمہیں دم کرتا ہوں"۔

منقولہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہلکا سا سر درد تھا، یہ وہی تصور کا معنی ہے جو ایک حدیث میں آیا ہے۔

واضح رہے کہ بعض اوقات تخیل بیداری میں بھی ہوتا ہے اور نیند میں بھی، اس لیے یہ بات یقینی ہے کہ سحر کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات اور عقلی صلاحیتوں پر کوئی اثر نہیں ہوا، جیسا کہ سحر لبید بن اعصم کا نبوت اور وحی سے متعلق معاملات میں کوئی اثر نہیں تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معصوم اور ایسے کسی عیب، یا کسی قسم کی فکری

(c) ketabton.com: The Digital Library

الجهن، یا اعصابی اضطراب سے محفوظ رکھا، جیسا کہ فرماتا ہے: "وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" (سورہ مائدہ:۶۷) ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں کے شر سے بچائے گا"۔

تفسیر "فی ضلال القرآن" کے مفسر نے اس سورت کی مختصر تشریح میں کہا ہے کہ یہ سورہ اور اس کی بعد والی سورہ اللہ تعالٰی کی طرف سے رہنمائی اور ہدایت ہے پہلے اپنے نبی کے لیے، اور پھر تمام مؤمنوں کے لیے۔

جو ان کو راستہ دکھاتی ہے اور ان کی رہنمائی کرتی ہے کہ وہ اس کی حفاظت میں ،اور اس کی پناہ گاہ میں پناہ لے لیں، اور ہر خوفناک چیز سے، خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ، خواہ معلوم ہو یا نا معلوم، خواہ کم ہو یا زیادہ، خواہ وہ جزوی ہو یا کلی، گویا اللہ اپنی حفاظت اور پناہ کی جگہ ان کے لیے کھول دیتا ہے، اور اپنی پناہ گاہ کی پناہ کو ان کے لیے وسیع بنا دیتا ہے، اور ان سے شفقت و مہربانی، پیار اور محبت سے کہتا ہے: یہاں آؤ، حفاظت اور مدد کی جگہ پر آؤ، امن والی جگہ پر آؤ، ایسی جگہ جہاں تم محفوظ رہوگے اور سکون پاؤ گے، آجاؤ میں بہتر جانتا ہوں کہ تم کمزور ہو اور تمہارے دشمن ہیں اور تمہارے اردگرد خوف و ہراس ہے، صرف یہاں ، جی ہاں ! یہاں محفوظ سکون، امن اور سلامتی و صحت ہے، اس لیے اس ہدایت اور رہنمائی کے ساتھ دونوں سورتوں کا آغاز ہوتا ہے۔

سورہ فلق کا مرکزی محور اور مشتملات

سورۃ الفلق میں تعلیمی اور تربیتی مشتملات ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا رب پہلے مرحلے میں رسول اللہ ﷺ کو اور دوسرے مرحلے میں تمام مسلمانوں کو یہ سکھاتا ہے کہ تمام اشرار کے شر سے بچنے کا واحد راستہ خدا کی پناہ لینا ہے، سورت یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے رب کی حفاظت میں پناہ لیں، اور اس کی مخلوقات کے شر سے اس کی جلال و عظمت میں پناہ مانگیں، اور رات کے شر سے جب اندھیرا چھا جاتا ہے، دہشت اور خوف روحوں کو اپنے لپیٹ میں لے لیتی ہے، گناہ اور برائیاں پھیل جاتی ہیں، یہ سورت ان معوذتین میں سے ایک ہے جس سے رسول اللہ ﷺ خود کو دم کرتے تھے، جس سے ہم انسانوں کو صرف رب عظیم کی پناہ لینے کا درس ملتا ہے، کیونکہ اللہ تعالٰی ہر شیطانی مخلوق کے شر سے محفوظ پناہ گاہ ہے، اور یقین رکھیں کہ اس کی پناہ میں انسان مکمل تحفظ اور سکون محسوس کرتا ہے۔

نیز اس سورت میں ہم انسانوں کے لیے واضح ہدایت ہے کہ اپنی

(c) ketabton.com: The Digital Library

زندگیوں(بشمول اپنی سماجی، سیاسی اور معاشی زندگی) اپنی اولاد، مال و دولت کو خدا کی حفاظت میں رکھیں اور ہمیں اطمینان ہونا چاہیے کہ حق تعالی کی پناہ میں انسان ہر شر والی چیز کے شر سے محفوظ رہے گا۔
جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ اس سورت کا مرکزی اور اصلی محور پناہ مانگنا اور رب عظیم سے چمٹے رہنا ہے، ہر چیز کے شر سے، خواہ چاہے ظاہر ہو یا پوشیدہ، خواہ وہ معلوم ہو یا نا معلوم، خواہ کم ہو یا زیادہ، خواہ جزوی ہو یا کلی، یہ ایک تعمیری اور نصیحت آموز سبق ہے، ایک مفید سبق اور درس ہے لوگوں کے لیے حفاظت ہے ان میں سے ایک کو دوسرے سے،نفسیاتی امراض سے بچانے کے لیے، اور انہیں زہریلی اور مہلک چیزوں کے شر سے اور رات کے شر سے جب اندھیرا چھا جاتا ہے اور اس میں خوف و ہراس پیدا ہوتا ہے، خاص طور پر صحراؤں اور غاروں میں خوف پیدا ہوجاتا ہے، سورت کا نام بھی رب عظیم کی پناہ لینے پر دلالت کرتا ہے۔
صحیح بخاری کی حدیث(۴۹۷۶) میں آیا ہے کہ: "عن أبي بن كعب قال: سألت رسول الله عن المعوذتين فقال قيل لي فقلت. فنحن نقول كما قال رسول الله " ترجمہ: "ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ: میں نے رسول اللہﷺ سے معوذتین (یعنی سورہ ناس اور فلق) کے بارے میں پوچھا: (ابی بن کعب نے یہ سوال اس وقت پوچھا جب انہیں یہ خبر ملی کہ ابن مسعود اپنے مصحف میں یہ دو سورتیں نہیں لکھتے تھے، جیسا کہ وہ سمجھتا ہے یہ دونوں سورتیں قرآن پاک کی نہیں ہیں) اس نے کہا: "مجھ سے جو کچھ کہا گیا ، تو میں نے کہا"، یعنی: یہ دو سورتیں وحی کی گئی ہیں، اور میں نے کہا یہ وحی سے ہے، اور ہم وہی کہہ رہے ہیں جو رسول اللہﷺ نے فرمایا:
چنانچہ عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ان دو سورتوں کو اپنے پاس موجود قرآن میں درج نہیں کیا تھا، ان کا خیال یہ تھا کہ یہ دونوں سورتیں نماز کی دعائیں ہیں، جو شر اور برائیوں کو دفع کرنے کے لیے پڑھی جاتی ہیں، اور قرآن میں سے نہیں ہیں، اس لیے اسے قرآن میں درج نہیں کرنا چاہیے،لیکن پھر صحابہ کرامؓ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ قرآن میں سے ہیں، تو عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنا قول بدل کر اپنے مصحف میں یہ سورتیں لکھیں۔
فیض الباری شرح مختصر صحیح البخاری، تالیف عبدالرحیم فیروز ہروی حدیث شمارہ: (۹۷۶) کی تشریح میں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورة الفلق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾
وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ٪﴿۵﴾

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾	کہو میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی
مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾	ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی
وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾	اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے (۳)
وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾	اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے
وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ٪﴿۵﴾	اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے

لغات اور اصطلاحات کی تشریح

اَعُوۡذُ(عوذ)میں پناہ مانگتا ہوں، میں پناہ چاہتا ہوں، "اَلۡفَلَقِ" صبح کی وہ روشنی جو رات کی تاریکی کو پھاڑ کر پردے کی طرح ایک طرف ہٹا دیتی ہے، (انعام:۹۵، "فَالِقُ الۡحَبِّ وَ النَّوٰی ؕ﴿۰﴾"اور "فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ ۚ﴿۰﴾":۹۶)

"مَا خَلَقَ" جو کچھ اس نے پیدا کیا،"غَاسِقٍ"(غسق بہت ہی اندھیری رات، رات کے واقعات،(اسراء:۷۸) "وَقَبَ":اس نے ڈھانپ لیا، وہ پلٹا،گھیر لیا، داخل ہوا۔

"النَّفّٰثٰتِ"(نفث)جمع نفاثہ، فوت کرنے والے، دم کرنے والے، جادو، منتر کرنے والے چغل خوری کرنے والے، فساد کرنے والے، فسادی مبالغہ کے لیے ہے نہ کہ تانیث کے لیے، جیسے"بَصِیۡرَۃٌ" سورہ قیامہ کی آیت:۱۴)

"الۡعُقَدِ" جمع عقدۃ، گر ہیں، معاملات، حَاسِدٍ: حسد کرنے والے تنگ نظر، برے منہ والا(فرقان)

(c) ketabton.com: The Digital Library

تفسیر

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾	کہو میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی

"اَعُوۡذُ" پناہ مانگتا ہوں ،کہو:اس رب کی پناہ مانگتا ہوں جو بیج اور گٹھلی اور صبح کو پھاڑتا ہے،"الۡفَلَقِ" صبح ہے،کیونکہ رات اس سے نکلتی اور پھوٹتی ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ: "الۡفَلَقِ" یعنی:صبح،جیسا کہ کہا ہے : "فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِ "(مختصر:۳/۶۹۳)اور عرب کے محاوروں میں لکھا ہے: " هو أبين من فلق الصبح ":وہ صبح کی روشنی سے زیادہ واضح ہے۔

مفسرین نے کہا ہے کہ:اللہ تعالٰی نے نبیﷺ کو صبح کے وقت رب کی پناہ لینے کا جوحکم دیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ضرورتوں اور حاجات کو دور کرنے کے ساتھ رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی اور نور کا چمکنا ایک محاورہ اور ضرب المثل بن گیا ہے کہ: اندھیری رات کے آخر میں روشنی ہے، پس جس طرح انسان صبح کا انتظار کرتا ہے، اسی طرح خوف زدہ شخص نجات کا انتظار کرتا ہے۔

"عُوۡذُ" کا مصدر لفظ "اَعُوۡذُ" واحد متکلم اس کے مضارع سے ہے، اس کا معنی ہے: خود کی حفاظت کرنا، اور برائی سے بچانا، اس رب کی پناہ لیتے ہوئے جو اس برائی کو دور کرسکتا ہے، اور لفظ "فلق" فا کے فتحہ اور "ل" کے سکون کے ساتھ،بمعنی پھاڑ نے اور الگ کرنے کے ہیں، جب یہ لفظ دو فتحہ کے ساتھ آئے تو مفعول کے معنی میں ہوگا، اور اکثر یہ لفظ صبح کے وقت کے لیے استعمال ہوتا ہے،"فلق" یعنی وہ لمحہ جب روشنی اندھیرے کا گریبان چاک کرکے چمکتی ہے۔

اس بنا پر"قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ" کا معنی کچھ یوں ہے: کہو کہ میں اس عظمت والے رب کی پناہ مانگتا ہوں جو اسے پھیلا تا اور پھاڑتا ہے، یہ تفسیر اس لیے موزوں ہے کہ برائی سے مانگنے کا مسئلہ جو بذات خود نیکی کا پردہ اور اس کی راہ میں رکاوٹ ہے،کسی سے پوشیدہ نہیں،صبح اس لیے کہ جب سحر نمودار ہوتی ہے تو رات کا سیاہ پردہ پھٹ جاتا ہے، یہ اصطلاح صبح کے طلوع کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔

بعض نے اس سے مراد مخلوق، یعنی دنیا کی تمام مخلوقات سمجھا ہے، کیونکہ وجود کی تخلیق کے ساتھ عدم کا پردہ پھٹا ہے، اور وجود کا

(c) ketabton.com: The Digital Library

نور ظاہر ہوا، ہر دن اور ہر گھڑی وجود تخلیق ہوکر اور ظہور پاکر باہر آتا ہے۔
بعض مفسرین نے کہا ہے کہ: لفظ "فلق" کے معنی وہ چیز ہے جو عدم کے چھپانے سے خلقت کے ذریعے نکلتی ہے، کیونکہ تخلیق اور ایجاد عدم کا پھٹ جانا اور موجود کو عالم وجود میں لانا ہے۔
نتیجہ: فلق کا رب اور مخلوق کا رب ایک ہی ہے۔

مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾	ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی

اور "شَرِّ مَا خَلَقَ" میں یہ کہنا چاہیے کہ: برائی مخلوق کی طرف سے ہے، نہ کہ خالق کی طرف سے یا کہ تخلیق کی وجہ سے۔
یعنی:ہر مخلوق کے شر سے، خواہ انسان ہو، جن ہو، یا حیوانات ہوں، یا دیگر مخلوقات جن میں کوئی برائی ہے، یعنی: انہوں نے شر پیدا کرنے والے کے شر سے پناہ لی۔
"ما خلق" والی عبارت سے یہ سوچنا نہیں چاہیے کہ تمام مخلوقات شر ہیں یا اپنے ساتھ شر رکھتے ہیں، اس عبادت کا آنا اس کی استغراقیت اور کلیت کی دلیل نہیں ہے۔
"شَرِّ" شر یہ خیر کے مقابلے میں ہے، لیکن لفظ "شر" بعض مقامات پر "اَفعَلُ" تفضیل ہے، اور دوسرے مقامات پر مصدر کی صورت میں آتا ہے، یہاں پر مصدری معنی مراد لیا گیا ہے،محض مصیبت اور برائی، یہاں پر "شر" کا لفظ "ما" کے ساتھ متصل ہے، اللہ تعالٰی بتانا چاہتا ہے کہ ہر مخلوق سے کوئی نہ کوئی شر رونما ہوسکتا ہے، جس کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہوگا، شر کا وجود صرف زمین پر نہیں ہے ، بلکہ تمام "شرور"برائیاں نسبتی ہیں، ان کے نسبتی ہونے کا معنی یہ ہے کہ ممکن ہے کسی کے لیے برا ہو اور کسی دوسرے کے لیے اچھا ، لہٰذا ہر برائی میں اچھائی چھپی ہوتی ہے ، اور روئے زمین پر مطلق شر موجود نہیں ہے۔
البتہ خیر سے متعلق یہ بات نہیں کہہ سکتے کیونکہ خیر مطلق موجود ہے، تمام خیر کی چیزوں میں سرفہرست وہ خیر ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تعین کیا ہے، اور وہ بھی نعمتوں کی صورت میں جیسے: ہدایت اور قرآن کی نعمت جیسا خیر وغیرہ (نقل از تفسیر جامع تیسواں پارہ قرآن کریم تالیف و تحقیق: گروہ علمی فرہنگی مجموعہ موحدین)
ان تمام شرور میں سے سورہ مبارکہ فلق میں تین شر سے بحث کی گئی ہے:

(c) ketabton.com: The Digital Library

1 - اندھیرے میں پوشیدہ شر : "مِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ"۔

2 - ناپاک زبانوں کا شر: "وَمِن شَرِّ النَّفَّٰثَٰتِ فِي الْعُقَدِ"۔

3 - حسد اور منفی رویے: " وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ"۔

وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝٣	اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے (۳)

اور رات کے شر سے: جب وہ پوری طرح آکر دنیا کو اپنے اندھیرے کی لپیٹ میں لےلے، یعنی: میں اس رات کے شر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، جب لوگوں کا نیند احاطہ کرتی ہے، اور بہت سی روحیں اور موذی جانور پھیلتے اور منتشر ہوتے ہیں، "غَاسِق" لغت میں بمعنی اچھلنے اور کودنے کے ہیں، اور "غَاسِقٍ" کا مطلب ہے رات کا آغاز، جو اندھیرے کو ساتھ لاتا ہے، جیسا کہ سورہ اسراء آیت: "۷۸" میں آتا ہے: "أَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ الَّيْلِ" مفسرین لکھتے ہیں: "غَاسِقٍ " ہر اندھیرے والی مخلوق جو اپنے ساتھ روحانی تاریکی لاتی ہے، اور اسے پھیلاتی ہے، کیونکہ شریر لوگ رات کی تاریکی کو حملہ کرنے اور سازش کے لیے استعمال کرتے ہیں، اس لیے ہم رات کی تاریکی میں ہونے والے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

"وقب" کا معنی پہاڑ میں ایک سوراخ بھی ہے، جہاں سے پانی نیچے آتا ہے، اس آیت میں زیادہ تر اس سے مراد ہے رات اور جو کچھ اس میں ہے، وہ رات جو آتی ہے اور دنیا کو اپنے لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

اس وقت رات خود بخود خوفناک اور ڈراؤنی ہوتی ہے، یہ رات انسان کے دل کے اندر یہ محسوس کراتی ہے کہ شاید کوئی چیز چھپی ہوئی ہوگی یا کوئی ناگہانی واقعہ رونما ہو گا ہر اس نوعیت اور قسم کے جو خیال میں نہیں آتا ہے، جیسے کہ: کوئی درندہ اور شکاری جب وہ حملہ کرتا ہے، وہ شیطان جس کی تاریکی مدد کرتی ہے تا کہ وہ کوشش کرے اور دلوں میں وسوسے ڈالے، اور خواہشات، تنہائی اور اندھیرے میں بیدار کرتی اور ابھارتی ہے، اور تمام مرئی اور پوشیدہ چیزوں سے جو حرکت اور حملہ کرتی ہیں، اور رات اس وقت آکر دنیا کو ڈھانپ لیتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ "غَاسِقٍ" سے اندھیری رات اور "وقب" کا مطلب : آنا، اور ڈھانپنا ہے، اس لیے "وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ" عام ترجمہ ہے کہ: میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں، "اور رات کی تاریکی سے جب وہ چھا جائے" یعنی

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس طرح میں فجر کے رب کی پناہ مانگتا ہوں اس رات کی تاریکی سے جب وہ پلٹ جاتی اور اس کی تاریکی افق میں پھیل جاتی ہے۔
امام فخررازی فرماتے ہیں: جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا کہ اندھیری رات کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا اس لیے ہے کہ: رات کے وقت درندے اور موذی حشرات الارض اپنے بلوں سے نکلتے ہیں، چور، ڈاکو اور شریر لوگ فساد اور برائی کے لیے نکلتے ہیں، اسی طرح اور بھی بہت سے خطرات ہیں جو رات میں پوشیدہ ہوتے ہیں، (تفسیر کبیر: ۳۱ / ۱۹۰)۔
علامہ سعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس برائی سے جو رات میں ہوتی ہے جب نیند لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے، اور بہت سے نقصاندہ اور موذی جانور پھیلتے اور بکھرتے ہیں"، کیونکہ شیاطین لوگوں کے گھروں میں رات گزارتے ہیں، "بسم اللہ" پڑھنا، اللہ کا ذکر کرنا اور خاص طور پر سورہ بقرہ اور آیت الکرسی کا پڑھنا انہیں گھر سے باہر نکال دیتا ہے، صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اندھیرا چھا جائے تو بچوں کا خیال رکھا کرو، کیونکہ شیاطین لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں کثرت سے داخل ہوتے ہیں،" (متفق علیہ)
اور فرمایا: " إذا كان جنح الليل، أو أمسيتم، فكفوا صبيانكم، فإن الشياطين تنتشر حينئذٍ، فإذا ذهب ساعة من الليل فخلوهم، وأغلقوا الأبواب، واذكروا اسم الله، فإن الشيطان لا يفتح باباً مغلقاً " ترجمہ: یعنی جب رات تاریک ہوجائے یا شام کا وقت ہوجائے تو اپنے بچوں کو روک لو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں، پھر جب رات کی ایک گھڑی گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور دروازے بند کرو اور اس وقت اللہ کا نام لو کیونکہ شیاطین بند دروازوں کو نہیں کھولتے" (بخاری: ۳۳۰۴)
محترم قارئین:
اگر چہ "شَرِّ مَا خَلَقَ" تمام برائیوں کو شامل ہے، لیکن تین برائیوں کے نام ان کی اہمیت کی وجہ سے الگ سے ذکر کیے گئے ہیں: "غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ-النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ-مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ"پناہ مانگنا ہر حال میں لازم ہے، خواہ وہاں خطرہ ہو: "مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" یا اسے کمال حاصل ہورہا ہو: "فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝۹۸"(نحل:۹۸) ترجمہ: "پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو"

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورہ فلق میں ہم تین بیرونی برائیوں سے ایک الٰہی صفت میں پناہ لیتے ہیں، (غَاسِقٍ، نَّفّٰثٰتِ اور حَاسِدٍ کے شر سے"بِرَبِّ الْفَلَقِ" کی صفت سے پناہ مانگتے ہیں) جبکہ سورہ ناس میں اس کے برعکس ہے، ایک اندرونی خطرے کے مقابلے میں ہم تین الٰہی صفات میں پناہ لیتے ہیں،(دل کے برے وسوسے سے "برب الناس،ملک الناس اور الہ الناس"والی صفات کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں۔

انسان رات کے اندھیرے سے کیوں ڈرتے ہیں؟

آپ لوگوں نے محسوس کیا ہوگا کہ جب رات آتی ہے تو ایک قسم کا انجانا سا خوف تمہارے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، علماء نے جس طرح سے اس شعبے میں تحقیقات کی ہیں وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ انسان رات کے اندھیرے سے زیادہ ڈرتا ہے، اور انسانی جسم رات کو زیادہ چوکنا اور حساس رہتا ہے یہ صفت اسے اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہے۔

محققین نے اپنی تحقیق میں یہ معلوم کیا کہ جو لوگ رات بھر اکیلے رہتےہیں ، یہاں تک کہ کسی روشن کمرے میں بھی ہوں وہ خوفناک تصاویر اور آوازوں سے زیادہ ڈرتے ہیں ، انسانی جسم رات کے وقت اپنی حالت بدلتا ہے اور اپنے اردگرد کے واقعات سے زیادہ آگاہ ہو جاتا ہے، یہ کیفیت انسان میں خوف و ہراس کا باعث بنتی ہے۔

یہ محقیقین اپنی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ: انسان رات کے وقت ممکنہ دہشت آمیز واقعات کی علامت پر زیادہ ردعمل ظاہر کرتا ہے۔

وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِۙ‏ ○۴	اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے

اور میں جادوگر عورتوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، یعنی: وہ عورتیں جو گرہوں میں پھونکتی ہیں، جو اپنے جادو کے لیے گرہوں میں دم کرنے سے مدد لیتی ہیں، اور اس پر جادو کرتی ہیں، اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو گرہوں میں تھوک کر(پھونک کر) دوسروں پر جادو کرتی ہیں۔

جہاں تک اس آیت مبارکہ میں خواتین جادوگروں کا ذکر کیا گیا ہے نہ کہ مردوں کا، تو پھر صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت مردوں کے مقابلے میں عورتوں میں جادو کا زیادہ رواج تھا، اس بنا پر قرآن عظیم نے مردوں کی نسبت عورتوں پر زیادہ زور دیا ہے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ: "نَفّٰثٰتِ" اگر صیغہ مبالغہ کے وزن پر لیا جائے تو اس صورت میں کہہ سکتے ہیں(اور) صبح کی رب کی پناہ لیتا ہوں"بہت سے جادوگروں کے شر سے" کہ اس صورت میں مرد اور عورتیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

دونوں کو شامل ہوگا،
"النَّفّٰثٰتِ": جمع نفاثہ، پھونکنے والیاں، اس سے مراد فساد پیشہ چغل خور ہیں، (ملاحظہ فرمائیں: جزءعمّ طبّارہ، جزءعمّ شیخ محمّد عبدہ)یہ مبالغہ کا صیغہ ہے جو مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
گرہ میں پھونکنے کا لفظ جادو کے لیے استعارہ ہے (ملاحظہ ہو:تفہیم القرآن) جادو گر ڈور باندھ کر گرہوں پر تھوک کے ساتھ پھونک مار کر دم کرتے ہیں، اور پھر گرہیں کھول کر عوام کو دکھاتے ہیں فلاں مرد اور فلاں عورت کے میاں بیوی کا شادی کا باہمی بندھن کھل گیا ہے، یعنی ایک دوسرے سے الگ ہوگئے ہیں۔
کچھ خواتین اپنی خوبصورتی اور بول چال میں نرمی کی وجہ سے مردوں کے فیصلوں میں اثر انداز ہوتی ہیں اور "نفاثات"کی مثال بن سکتی ہیں۔
نمام اور چغل خور اپنے آپ کو ہمدرد اور محبت کرنے والے کے روپ میں ظاہر کرتے ہیں، ان کے سامنے، اور اس سے وہ بندھنوں اور رشتوں کو منقطع کرتے ہیں،لہذا جادوگر اور چغل خور بھی ایسا ہی ہیں۔
"نفاثات" کی مثالوں میں سے ایک جادو اور سحر ہے، اس لیے اس کی تعلیم اور اس پر عمل کرنا حرام ہے،
"العُقَدِ"(عُقَد)یہاں عُقِدہ کی جمع ہے،بمعنی گرہ کے ہیں،اس سے رشتے،انسانی روابطہ جیسے:میاں بیوی کا رشتہ،دوستی کا رابطہ اور دیگر روابطہ مراد ہیں،اور عُقد میں نفث، یعنی گر ہوں میں پھونکنا، اور شرعی و قرآنی بصیرت اور اصطلاح میں کسی مقصد تک پہنچنے کے لیے منصوبہ بندی کرنا،لیکن بہترین معنی جسے بیان کیا جاسکتا ہے ، وہ سازش ہے:لیکن نفاثات صیغہ جمع مؤنث سالم کیوں آیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:یہ نفاثات والے روحوں والے ہیں،اور روحیں (نفوس)مؤنث مجازی ہے،اس لیے روحوں سے مطابقت رکھتی ہے،تو ان نفوس کے مصداق مرد اور عورت دونوں ہوسکتے ہیں۔
نفث:پھونکنا منہ کے لعاب کے ساتھ،یا اکیلے پھونکنا ہے، ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ:ان سے مراد لبید بن اعصم یہودی کی عورتیں تھیں جنہوں نے رسول اللهﷺ پر جادو کیا تھا۔

وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۠	اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے

اور اس شخص کے شر سے جو نعمتوں سے حسد کرتا ہے، اور ان کے زوال کی خواہش کرتا ہے، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے:حسد وہ ہے جو دوسروں کی نعمتوں کو برباد کرنے کی خواہش کرتا ہے،یعنی: برا چاہنے

(c) ketabton.com: The Digital Library

والا (بقرہ:۱۰۹،نساء:۵۴،اور سورہ فتح:۱۵) لہذا حسود کی چال کو ختم کرنے اور اس کے مکرو فریب سے محفوظ رہنے کے لیے خدا کی پناہ مانگنی چاہیے،نظر بد بھی حسد کی ایک قسم ہے، کیونکہ بری نظر وہی لگاتا ہے جو حسود اور بد جنس اور خبیث النفس ہو، تو بالخصوص اور عام طور پر خدا کی پناہ مانگنی چاہیے، اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے اور نقصان دہ ہے، اس سے ڈرنا چاہیے اور جادوگروں کے جادو سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

اس سورت میں ہمارا رب العزت اپنے بندوں کو عمومی طور پر حکم دیتا ہے، کہ انسان خود کو تمام شیطانی مخلوق کے شر اور مصائب سے بچائے، پھر اسی سورت کی تیسری، چوتھی اور پانچویں آیت میں برائیوں کے تین اہم ذرائع کا خاص طور پر تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ: اندھیری رات، چغل خور سازشی اور حسد کرنے والے بدخواہ۔

"وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ" حاسدوں کے شر سے رب العظیم کی پناہ لینا، یعنی:

جب حسد کرنے والا شخص اپنا حسد ظاہر کر کے اس کے مطابق عمل کرتا ہے،کیونکہ جو شخص اپنا حسد ظاہر نہیں کرتا اور اسے چھپاتا ہے تو اس سے اس شخص (یعنی محسود)کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، لیکن وہ ایسا کر کے اور اپنے اس حسد کے ساتھ خود کو نقصان پہنچاتا ہے خواہ وہ دوسروں کو ملنے والی بھلائیوں پر افسوس کرتا یا تکلیف اٹھاتا ہو، یا ان کو ملنے والی خوشی سے متاثر ہوتا اور ہمیشہ غمگین رہتا ہو،حسد کرنے والے کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ زندگی بھر اپنے دن رات حسد اور غم میں گزارتا ہے ، خوشی اور مسرت اس کے چہرے پر کبھی نظر نہیں آتی، وہ اپنی زندگی غم زدہ لوگوں کی طرح اداسی میں گزارتا ہے، یہاں تک کہ اس کی خوشی کے لمحات بھی غم اور اداسی میں گزرتے ہیں۔

حاسد:حسد کے مادہ سے ہے، جس کا مطلب ہے دوسروں کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا، یعنی: کوئی شخص، خواہ مرد ہو یا عورت کسی نعمت سے نوازا گیا ہو، چونکہ یہ دوسروں کے لیے ناقابل برداشت کیفیت ہے، کیونکہ اس کے پاس وہ نعمت نہیں ہے، تو وہ اللہ تعالی سے مانگے کہ اس یہ نعمت سے محروم کرے اور اس سے چھین لے، اس حالت کو حسد کہتے ہیں۔

حاسد: یعنی وہ شخص جس کے وجود میں یہ صفت ہو، جب تک یہ صفت اس کے اندر ہے،نقصان اسی کو پہنچے گا،لیکن جب وہ اس کو عملی جامہ پہنانا شروع کردے، اور کوئی ایسا کام کردے جس سے دوسرے سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

رحمت کے ظہور سے محروم ہوجائیں ، پھر انسان کو ایسے لوگوں سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیے جن کو وہ نہیں جانتا۔
علماء نے کہا ہے: اس مقصد کے لیے رب تعالٰی نے حسد اور حاسد کے مرض پر اس لیے تاکید فرمائی ہے اور اس سورہ میں اس کا خاص اسلوب سے ذکر فرمایا ہے کہ: حسد انسان ، جانوروں اور دوسری چیزوں کو نقصان پہنچاتا ہے ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "المؤمن يغبط والمنافق يحسد" ترجمہ: " اہل ایمان رشک کرتے ہیں، اور منافق حسد کرتے ہیں"۔
یہ بات قابل ذکر ہے کہ حسد پہلا اور سب سے بڑا گناہ ہے جس کی وجہ سے ہمارے عظیم رب کی پہلی نافرمانی آسمانوں اور زمین میں ہوئی: کیونکہ جنت میں ابلیس آدم سے حسد کرتا تھا اور زمین پر قابیل ہابیل سے حسد کرتا تھا، پس حاسد منفور اور مطرود ہے۔
علماء کرام نے بھی یہ کہا ہے کہ: جادو، آنکھ کا شر، اور حسد وغیرہ اس طرح کی چیزیں بذات خود کوئی اثر نہیں رکھتیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے عمل اور اثر سے موثر ہوتی ہیں، لہذا اثر صرف ظاہری طور پر ان چیزوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، لیکن حقیقت میں اثر پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، جیسا کہ ہاروت اور ماروت کے جادو کے بارے میں فرمایا ہیں: "وَمَا هُم بِضَآرِّينَ بِهِۦ مِنۡ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذۡنِ ٱللَّهِۚ○" (سورہ بقرہ: ۱۰۲) ترجمہ: "اور وہ اس کے ساتھ ہر گز کسی کو نقصان پہنچانے والے نہ تھے، مگر اللہ کے اذن کے ساتھ"۔
لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ ان چیزوں کے ذاتی طور پر اثر کا نہ ہونا اور وبائی امراض مثلاً طاعون اور تپ دق کے ذاتی اثر نہ ہونے کے باوجود شرعاً ان سے حتی الامکان بچنا ضروری ہے۔
جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد سے اور کوڑھ کے بیمار سے دور رہنے کا حکم دیا ہے، اسی طرح عمر ؓ نے اپنے چچا کے ساتھ طاعون کی بیماری کے وقت ایسا ہی کیا تھا اور صحابہ کرام نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔
قابل غور بات یہ ہے کہ علماء نے دم اور دعا کا سہارا لینا جائز قرار دیا ہے، کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی تو جبرئیل نے ان کے لیے دعا فرمائی اور دم کیا، جیسا کہ گزرا۔
حدیث شریف میں ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے تمام دردوں سے شفایابی کے لیے ہمیں یہ دعا

(c) ketabton.com: The Digital Library

سکھائی: "بسم الله الكريم، أعوذ بالله العظيم من شر كل عرق نعار ومن شر حر النار" ترجمہ: میں بڑے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور عظمت والے اللہ کے واسطے سے ہر بھڑکتی رگ اور آگ کی گرمی کے شر سے پناہ مانگتا ہوں".

حدیث شریف میں یہ بھی آتا ہے کہ: جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے تو اس پر سات مرتبہ پڑھے: "أسأل الله العظيم، رب العرش العظيم أن يشفيك" ترجمہ: "میں عظمت والے اللہ سے جو عرش عظیم کا مالک ہے، سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفاء عطا فرمائے۔آمین:

حدیث شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو اس کے سرہانے بیٹھ کر یہ دعا پڑھتے: "أذهب البأس رب الناس، اشف أنت الشافي، لا شافي إلا أنت" ترجمہ: "اے سب انسانوں کے پالنے والے! تو تکلیف کو دور فرما کر شفاء عطا فرما، تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیری شفاء کے علاوہ اور کوئی شفاء نہیں، ایسی شفاء کہ بیماری ذرہ بھی باقی نہ رہ جائے".

حضرت ابن عباسؓ سے مروی حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ:رسول اللہﷺ حضرت حسن اور حسینؓ کو تعویذ دیتے تھے،(یعنی ان کے لیے اللہ سے پناہ مانگتے تھے)اور فرماتے تھے: "أعيذكما بكلمات الله التامة من كل شيطان وهامة، ومن كل عين لامة " ترجمہ: "میں تم دونوں کو اللہ تعالٰی کی حفاظت میں دیتاہوں ہوں تمام جن و آسیب سے اور ہر بری نظر سے".

حدیث شریف میں حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی سے یہ بھی مروی ہے کہ: ایک دن مجھے شدید درد ہوا اس درد کی شدت اتنی بڑھ گئی تھی کہ میں تقریبا ختم ہوگیا تھا، میں رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا،آپﷺ نے فرمایا: اپنا دایاں ہاتھ اس درد کی جگہ پر رکھو اور سات بار کہو: "بسم الله، أعوذ بعزة الله وقدرته من شر ما أجد وأحاذر" ، ترجمہ: "میں اللہ تعالٰی کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں"چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا عظمت والے رب نے مجھے شفا بخشی۔

خیر اور شر

لفظ"خیر"(خ ی ر) کے لغوی مادہ سے ہے،ہر اس چیز کے معنی میں ہے جس میں فائدہ، اچھائی اور بھلائی ہو،اس کی بہت سی مثالیں ہیں،جیسے:مال،علم نافع وغیرہ ،کہتے ہیں کہ: خیر شر کے مقابلے میں ہے؛

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور اس میں ایک قسم کی فضیلت اور برتری ہے(لسان العرب،جلد۴،صحفہ۲۶۴؛کتاب العین،جلد۴ صفحہ ۲۶۴) معجم المصطلحات:جلد،۲ صفحہ۶۶ میں خیر کے بارے میں لکھتے ہیں: "**الخیر**: ما فیه نفع و صلاح، و هو ضد الشر، فالمال خیر، و الخیل خیر، و العلم النافع خیر، و فی التنزیل العزیز: بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ "(آل عمران آیت:۲۶)

وقوله تعالیٰ: "فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَن ذِكْرِ رَبِّي"(سوره ص:۳۲)

جو شخص قیامت پر یقین رکھتا ہے اس کے نقطہ نظر سے خیر اور شر کی تعریف اور تشریح یہ ہے کہ جو چیز انسانی ارتقا کا سبب بنتی ہے اور اسے خدا کی طرف لے جاتی ہے وہ خیر ہے، اور جو کچھ بھی تنزلی،پستی اور اللہ تعالٰی سے دوری کا سبب ہو وہ برائی ہے، ہر کمال اچھائی اور ہر نقص شر ہے۔

راغب اصفہانی خیر اور شر کے بارے میں لکھتے ہیں: **خیر**: لغت میں وہ چیز ہے جس میں ہر کوئی دلچسپی رکھتا ہو،

دوسری طرف،شر: وہ چیز ہے جس سے ہر کوئی نفرت کرتا ہو: " الخیر ما یرغب فیه الکل، کالعقل مثلاً والعدال والفضل والشیء النافع و ضده الشر "(راغب اصفہانی،مفردات،صفحہ ۱۹۰)" الشر الذی یرغب عنه الکل، کما ان الخیر هو الذی یرغب فیه الکل"(راغب اصفحانی،مفردات،صفحہ:۱۵۷)

قرآ ن عظیم سورۃ البقرۃ آیت: "۲۱۶" میں کہتا ہے: "وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۲۱۶"(سورۃ البقرہ آیت:۲۱۶)

ترجمہ: " اور ہوسکتاہے کہ تم ایک چیز نا پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتاہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بری ہو اور اللہ جانتاہے اور تم نہیں جانتے "

محترم قارئین:

خیر اور شر ہماری زندگی میں واقع ہونے والے اتفاقات اور واقعات میں سے ہیں، جو ظاہری طور پر محسوس نہیں ہوتے ، لیکن ممکن ہے کسی چیز میں ظاہری اچھائی ہو، جب کہ اس کا باطن شر یا اس کے برعکس ہو۔

اسی طرح یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہر چیز میں برائی کا احتمال ہوتا ہے،حتی کہ علم،صدقہ،شخصیات اور عبادت جیسے کمالات میں آفت ہوتی

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے، علم کی آفت:غرور ہے، احسان کی آفت: احسان جتانا ہے، عبادت کی آفت: تکبر،خود غرضی، غرور ہے، شجاعت کی آفت: ظلم اور تجاوز، یعنی: بے باکی، بے پرواہی، جرأت، ہمت، بہادری، دلیر اور نڈر ہونا ہے۔

خطرے کے تین اصول ہیں: دشمن کے حملے کی تیاری، حملے کے لیے موزوں مواقع جیسے اندھیرا، بلوں اور کمزور مقامات کی موجودگی ۔

ہمارا رب ہم انسانوں کو یہ سکھاتا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ خیر اور شر کو سمجھنے میں زیادہ غوروفکر کرے،اور اشیاء کی ظاہری حالت پر اپنا دل خوش نہ کرے، اپنی زندگی کے تمام معاملات اور حالات میں ہمیں اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنا چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ صرف وہی ہے جو ہر چیز کے اچھے اور برے کو جانتا ہے اور وہ اپنے بندے کے لیے خیر کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔

یہ مبارک آیت ہم انسانوں کو سکھاتی اور رہنمائی کرتی ہے کہ:ہمیں کسی چھوٹی نیکی پر اتنا غرور نہیں کرنا چاہیے کہ ہم اپنی حیثیت کم کر دیں،یا ہمیں کسی برائی یا پریشانی سے زیادہ غمگین اور متاثر نہیں ہونا چاہیے،ہمیں دونوں حالتوں میں اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے، اور پختہ یقین رکھنا چاہیے کہ اچھائی اور برائی اللہ کی طرف سے ہے، یہ فطری بات ہے کہ وہ بہتر سمجھتا ہے اور ہم چیزوں کے نتائج سے بے خبر ہیں۔

ملاحظہ:

بنیادی طور پر،شر خیر کے مخالف ہے، اور جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا:خیر ہم انسانوں کے معاملے میں ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو ہمارے وجود اور ہماری مرضی سے ہم آہنگ ہو اور اور یہی ہمارے حقیقی ارتقاء کا سبب ہو۔

اور شر وہ چیز ہے جو ہماری خواہش سے موافق اور ہم آہنگ ہوکر ہماری اصل پسماندگی اور تنزلی کا باعث بنتی ہے۔

علماء خیر اور شر کو تین طرح تقسیم کرتے ہیں

1 - مطلق خیر:جس میں کوئی برائی نہ ہو،جیسا کہ ہمارا رب جو کہ مطلق خیر ہے۔

2 - مطلق برائی: وہ چیز جس میں کوئی مثبت پہلو نہ ہو، ایسی چیز اس دنیا میں ہرگز وجود نہیں رکھتی۔

3 - وہ نسبی اچھائی اور برائی جو مندرجہ بالا دو قسموں کے درمیان ہے،خیر اور شر(نیکی اور بدی)اللہ کی طرف سے ہے۔

أ) مطلق خیر

ب) مطلق شر

ت) نسبی خیر اور شر

(c) ketabton.com: The Digital Library

مطلق خیر وہ ہے جس کا کوئی منفی پہلو نہ ہو،
مطلق شر اس کے برعکس ہے،یعنی:اس میں کوئی مثبت پہلو نہ ہو،
اور نسبی خیر اور شر ان دونوں کے درمیان ہے، ایک موحد اور خدا پرست کے نقطہ نظر سے ان اقسام کی دو طرح کے امکانات ہوتے ہیں: ایک محض نیکی، اور دوسری وہ جس کا خیر زیادہ ہو، لیکن جو خالص برائی یا اس کے برائی خیر سے زیادہ ہو، ہمارے رب عظیم کی طرف سے اس کا وجود ممکن نہیں ہے، کیونکہ ہمارا پروردگار حکیم ہے، اور حکیم ذات سے برے کام سرزد نہیں ہوتے۔
فلسفیوں اور سائنس دانوں میں یہ بات مشہور ہے کہ شر آخری تجزیہ میں برائی عدم کی طرف لوٹتی ہے، اور اس سے جو وجود پیدا ہوتا ہے وہ عدم ہے۔
اللہ تعالٰی تمام چیزوں کا خالق ہے،خواہ خیر ہو یا شر،صرف اللہ ہی ہے جو پیدا فرماتا ہے، جب تک ارادہ نہ کرے نہ کوئی خیر ہم تک پہنچے گا اور نہ کوئی شر، پس رب ہی تمام چیزوں کا خالق ہے، جیسا کہ فرماتا ہے: "قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ○١٦"(سورہ رعد:۱۶) ترجمہ: "کہہ دے اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ایک ہے، نہایت زبردست ہے"۔
اچھائی اور برائی دونوں اللہ کی تخلیق ہیں، تاہم خدا تعالٰی شر اور فساد سے راضی نہیں ہے، جیسا کہ فرماتا ہے: "اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ○وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ○وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ○"(سورہ زمر:۷)
ترجمہ: "اگر تم ناشکری کرو تو یقینا اللہ تم سے بہت بے پروا ہے، اور وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری پسند نہیں کرتا، اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کریگا"۔
یعنی:اگر تم کفر کرتے ہو تو جان لو کہ خدا کوتمہاری ضرورت نہیں ہے،یعنی خدا تعالٰی کو تمہارے ایمان اور عمل کی ضرورت نہیں ہے، جبکہ تم اس کے محتاج ہو،کیونکہ تم ہی کفر اور ایمان سے فائدہ اٹھانے والے ہو، "لیکن اللہ تعالٰی اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا،"اس لیے وہ کفر کا حکم بھی نہیں دیتا، حالانکہ ہر چیز اس کی مرضی کے مطابق ہے،تمہاری مرضی اور چاہت نافذ العمل نہیں ہے،مگر یہ کہ اللہ تعالٰی خود چاہے،لہذا عظمت والے رب کی مشیت کچھ ہے، اور اس کی مہربانی، محبت اور حکم کچھ اور ہے،"اور اگر تم شکر ادا کرو" ایمان ، عبادت اور عمل صالح کے ساتھ" تو اسے تمہارے لیے پسند کرے گا" اللہ تعالٰی کا اپنے

(c) ketabton.com: The Digital Library

بندوں کے لیے شکر گزاری کو پسند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ:شکر دنیا اور آخرت میں ان کی سعادت اور خوشبختی کا باعث ہے، اللہ تعالٰی نیکی پیدا کرتا ہے اور جو اس سے مانگتا ہے اس سے خوش ہوتا ہے،اور اللہ تعالٰی شر کو پیدا فرماتا ہے:لیکن وہ اس سے راضی نہیں ہوتا جو اسے مانگتا ہے۔
لہٰذا یہ درست ہے کہ اللہ تعالٰی شر کا خالق ہے،لیکن رب تعالٰی کے اعمال شر نہیں ہیں، دوسرے لفظوں میں،شر خدا کے اعمال سے جاری نہیں ہوا اور وہ برائی کا ارتکاب نہیں کرتا، بلکہ اس کے بندے اس کا ارتکاب کرتے ہیں،یعنی اپنے اعمال سے اسے حاصل کرتے ہیں،چونکہ خدا تعالٰی کا یہ طریقہ ہے کہ انسان آزمائش کے میدان میں آزمائے جائیں اور ان کو یہ اختیار ہو کہ خیر یا شر کا راستہ اپنا لیں،ممکن ہے کہ کچھ لوگ اپنی مرضی سے شر کا راستہ اپنا لیں،ممکن ہے کہ کچھ لوگ اپنی مرضی سے شر کا راستہ مانگیں تو یہ اللہ تعالٰی ہی ہے جو ان کے لیے وہ عمل(برائی)پیدا کرتا ہے،لیکن وہی لوگ ہیں جو شر اور برائی کماتے ہیں،اور اللہ ان کے عمل سے راضی نہیں ہوتا،لیکن اس کا طریقہ انسانوں کے آزاد ہونے پر اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ اپنے بندوں کے لیے اچھائی اور برائی پیدا کرے تاکہ وہ انتخاب کرنے میں آزاد ہوں۔
اور یہ کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا: "وَالشَّرُّ لَيسَ إِلَيكَ" علامہ البانی رحمہ اللہ نے کتاب "صفة الصلاة" میں اس کی وضاحت کی ہے: کہ برائی اور شر خدا تعالٰی کی طرف منسوب نہیں کیے جاتے ، کیونکہ برائی اس کے اعمال میں سے نہیں ہے، بلکہ اس کے سارے کام خیر ہی ہیں،کیونکہ اس کے کام عدل ،فضل اور حکمت کے گرد گھومتے ہیں، وہ خیر ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں ہے، شر اس لیے شر ہے کہ اس کا انتساب عظمت والے رب کی طرف سے منقطع ہے۔
ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:اچھائی اور برائی کا حقیقی خالق خدا ہے، برائی خدا کے بعض مخلوقات میں ہوتی ہے نہ کہ اس کی تخلیق اور عمل میں،اس لیے وہ اس ظلم سے پاک اور منزہ ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ ایک چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا کر غلط جگہ پر رکھی جائے، ہمارا عظمت والا رب چیزوں کو ا س کی اصلی جگہ کے علاوہ کہیں نہیں رکھتا جو کہ سراسر خیر ہے۔
شر:کسی چیز کو اس کے مقام کے علاوہ کسی غلط جگہ پر رکھنا، پس جبکہ اپنی درست جگہ پر رکھنا شر نہیں ہے معلوم ہوا کہ برائی اللہ کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی، چنانچہ اگر کوئی شک میں مبتلا ہو کر

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہے کہ کیوں ہمارے رب نے کوئی ایسی چیز بنائی جس میں شر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ: شر کا پیدا کرنا اور تخلیق کا عمل نیکی ہے،شر نہیں،کیونکہ تخلیق اور عمل اس کے اختیار میں ہیں۔
اس کی طرف شر منسوب کرنا ناممکن ہے، جو شر اور برائیاں مخلوق میں ہیں وہ اس کی طرف منسوب کیے بغیر پہچانی جاتی ہیں۔
اس کی طرف منسوب اعمال اور تخلیقات خالص نیکی ہیں،اس اہم مسئلے کی تحقیق مکمل طور پر ابن قیم کی کتاب"شفاء العليل في مسائل القضاء والقدر والحكمة والتعليل"میں موجود ہے،(صفحہ ۱۷۸-۲۰۶) پر رجوع فرمائیں۔

محترم قارئین

جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ: شر کبھی خدا کی طرف سے پیدا نہیں ہوتا، جیسا کہ نبی کریمﷺ اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات کے وقت فرمایا: "لبيك وسعديك والخير كله بيديك والشر ليس إليك" تو پھر ہم کیوں کہتے ہیں کہ تمام خیر اور شر اللہ کی طرف سے ہے؟
اللہ تعالٰی تمام چیزوں کا خالق ہے،خواہ خیر ہو یا شر،صرف اللہ ہی ہے جو پیدا فرماتا ہے،جب تک ارادہ نہ کرے نہ کوئی خیر ہم تک پہنچے گا اور نہ کوئی شر، پس رب ہی تمام چیزوں کا خالق ہے،جیسا کہ فرماتا ہے: "قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ"(سورہ رعد:۱۶) ترجمہ: "کہہ دے اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ایک ہے،نہایت زبردست ہے"۔
اچھائی اور برائی دونوں اللہ کی تخلیق ہیں، تاہم خدا تعالٰی شر اور فساد سے راضی نہیں ہے،جیسا کہ فرماتا ہے"اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ۫ وَلَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ۫ وَاِنْ تَشْكُرُوْا یَرْضَهُ لَكُمْ"(سورہ زمر:۷)
ترجمہ: "اگر تم ناشکری کرو تو یقینا اللہ تم سے بہت بے پروا ہے، اور وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری پسند نہیں کرتا، اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کریگا"۔

حسد

علماء اخلاق نے حسد کی تعریف یوں کی ہے :حسادت،کس کے لیے ایسی نعمت سے محروم ہونے کی آرزو کرنا جو اس کے لیے اچھی ہو،حسود چاہتا ہے کہ نعمت دوسرے بندے سے چھین جائے، چاہے وہ نعمت حسد کرنے والے کو ملے یا نہیں۔
اللہ تعالٰی نے اس دنیا میں مختلف مخلوقات پیدا کی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو کچھ خاص خصوصیات عطا کی ہیں،اور بعض کو دوسروں سے زیادہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

کامل بنایا ہے، مثال کے طور پر اس نے بے جان اشیاء کو وجود بخشا ہے،لیکن کسی جاندار کی نشونما ترقی ، غذائیت یا زندگی کی جہتوں میں سے کوئی جہت نہیں دی ہے۔
جب کہ پودوں کو غذائیت ملتی ہے، وہ بڑھتے بھی ہیں،لیکن ان میں کوئی ارادی حرکت نہیں ہوتی، جانور پودوں کی خصوصیات کے علاوہ اپنا دفاع کرتے ہیں اور ان میں حرکت بھی ہوتی ہے، اور وہ فطری طور پر گھر بنانے کا کام بھی کرتے ہیں ،لیکن سب سے بہترین اور کامل اشرف مخلوقات قرآن کی تعبیر کے مطابق اس دنیا میں انسان ہے،جس کی انفرادی طور پر ایسی خصوصیات ہیں جو اسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں کہ انسانی وجود کی جہتوں کو دو جسمانی اور روحانی جہتوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، کہ پوری انسانی زندگی کا خلاصہ ان دو جہتوں سے نمٹنے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے سے ہے۔
انسانی روح کی خصوصیات میں سے ایک خود سے محبت ہے، یعنی وہ اپنے لیے ہر وہ چیز چاہتا ہے جو اچھی اور خوشگوار ہو، اس لیے وہ چاہتا ہے کہ دوسروں سے لیا جائے تا کہ وہ اسے ملے۔
عام طور پر اس معنی کو مادی معاملات میں استعمال کیا جاتا ہے، خوراک، لباس، مکان، بیوی، اولاد، دولت، رتبہ، لقب اور شہرت جیسی چیزوں میں اور مختصر یہ کہ وہ چیزیں جو نفسانی جہتوں اور مادی پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہیں، لیکن روحانی معاملات میں رشک کرنا مطلوب ہے، روحانی اور الٰہی پہلوؤں میں حسد کرنا نہیں ہے، بلکہ خدا سے اس مقام کے حصول کے لیے رشک کرنا اور تمنا کرنا ہے، بغیر اس کے کہ دوسرے سے وہ چیز لینا چاہے، کبھی بھی یہ نہ سُنا گیا نہ دیکھا گیا کہ انبیاء ایک دوسرے سے حسد کرتے ہوں، اولیاء ایک دوسرے سے یا دوسروں سے حسد کرتے ہوں، لیکن جتنی روحانیت اور معنویت کم ہوتی ہے حسادت اور مضبوط ہوتی اور بڑھ جاتی ہے، اگر اس بیماری کو جڑ سے نہ اکھاڑا جائے اسے نظر انداز کیا جائے تو دن بہ دن جڑ پکڑتی ہے، اور اپنے مالک کے قول و فعل میں بہت ساری ایسی بیماریوں کا سرچشمہ بن جاتی ہے، کہ اس سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیے۔

حسد کی بیماری کا علاج

حسد دل کی ایک مہلک بیماری ہے، جو برے اور خبث باطن رکھنے والے لوگوں سے پیدا ہوتی ہے، وہ لوگ جو دوسروں کی بھلائی، خوشی اور خوشحالی دیکھنا برداشت نہیں کرتے، خیر جس کے پاس ہے اس کے لیے نہیں چاہتے، صرف اپنے لیے چاہتے ہیں، لہذا ایسے لوگ جو دوسروں کی خوشحالی اور نعمتیں برداشت نہیں کرتے ، جب دوسروں کو خوشحال

(c) ketabton.com: The Digital Library

دیکھتے ہیں تو ناپسند کرتے ہیں، ایسے لوگ حسد کرنے والوں میں سے ہیں، اگرچہ دوسروں کی نعمتوں کے زوال کی تمنا اور خواہش نہیں کی ہو، حسد کی خطرناک اور مہلک بیماری کا علاج درج ذیل چیزوں سے کیا جاتا ہے:

اول: یہ کہ حسد کرنے والے کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ نعمت ہمارے عظیم رب کا فضل، کرم اور مہربانی ہے، رب العزت کا فرمان ہے: "أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۝" (سوره نساء: ۵۴) ترجمہ: "یا وہ لوگوں سے اس پر حسد کرتے ہیں جو الله نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے"

یہ ہمارا عظیم رب ہے جس نے لوگوں کو ہر طرح کی نعمتیں اور اچھی چیزیں عطا کی ہیں، حسادت کا مطلب تقدیر الهی سے مطمئن نہ ہونا ہے، جب بھی مؤمن کو یہ معلوم ہوجائے گا، وہ اس فطرت اور مزاج سے چھٹکارا حاصل کرلے گا۔

دوسرا: ایک مسلمان کو معلوم ہوناچاہیے کہ حسادت سے جو چیز وہ حاصل کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے گناہوں میں اضافہ ہوتا ہے، اور اس کی نیکیاں ختم ہوجاتی ہیں، اس لیے ہم کہتے ہیں: "الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ" ترجمہ: "حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے"

سوم: حسد کرنے والوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ حسد سے سوائے غم اور تکلیف کے کچھ نہیں بڑھتا، بندوں پر رب کی رحمتیں جتنی زیادہ ہوتی ہیں، اتنا ہی حاسد حسرت محسوس کرتا ہے۔

چوتھا: حاسد کو یہ بھی معلوم ہوجانا چاہیے کہ اس کا حسد اس شخص تک خدا کا فضل پہنچنے سے نہیں روک سکے گا، تو پھر اس کو جاننا چاہیے کہ اس کے حسد کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

پانچواں: حسد کرنے والے کو معلوم ہونا چاہیے کہ جب بھی اسے حسد آتا ہے تو وہ اپنے مفادات اور خاص مفادات کو بھول جاتا ہے، آپ ایک حسود شخص کو دیکھتے ہیں جو دوسروں کے حالات، جائیداد، اولاد، علم وغیرہ کے بارے میں مسلسل تلاش اور دوسروں کی حیثیت کی جستجو اور پیچھا کرنے میں لگا رہتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی چیزیں ہیں جو انسان کو حسد سے بچنے میں مدد دیتی ہیں، اس موضوع پر غور و فکر کرنے سے اسے پہچانا جاسکتا ہے، (شیخ ابن عثمین، مجموع دروس فتاوی الحرم المکی: ۳۶۴-۳/۳۶۳) اور (مجموع الفتاوی:۱۲۹-۱۰/۱۱۱) شیخ الاسلام ابن تیمہ رحمہ الله)۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

حسد کے خلاف جدوجہد

"حسادت" یعنی: دوسروں کی نعمتوں کے زوال کی خواہش کرنا ایک بُری صفت ہے، اس لیے کہ یہ شیطان کی صفت میں سے ہے، حسد کرنے والا انسان ماضی اور حال کے بدترین انسانوں میں سے ہے، کیونکہ حسادت: خدا کی تقدیر اور تقسیم پر اعتراض کرنا ہے۔

ایک مسلمان کو چاہیے کہ عظمت والے رب کی تقدیر اور تقسیم پر راضی ہوکر حسادت کو خود سے دور کرے، اور جو کچھ اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ اپنے بھائی کے لیے پسند نہ کرے، جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "لَا يُؤمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ" (بخاری: ١٣ اور مسلم ٤٥) ترجمہ: " تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے"۔

مسلمان بھائی کی بھلائی چاہنے اور اس سے تکلیف دور کرنے سے انسان حسد کرنے سے بچ جاتاہے، ایسا کرنے والا حسد کرنے والوں میں شمار نہیں ہوتا، ایک مسلمان کو اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے، اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے زیادہ کی امید رکھنی چاہیے، ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ خدائے بزرگ و برتر کی پناہ مانگے، اپنے اور اپنے اہل و عیال سے حسد کو دور رکھے، ہمارے رب العزت نے سورہ فلق میں اپنے نبی کو ہدایت کی ہے کہ حسد کرنے والے کے شر سے خدا کی پناہ مانگے جب وہ حسد کرنے لگے۔

حسد سے نجات کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ صدقہ دے غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرے، خاص طور پر جب کوئی شخص مال و دولت حاصل کرتے اور اس کے پاس کوئی ضرورت مند ہو جو اس کی طرف دیکھے، تو اس کے لیے مناسب ہے کہ ان کی مدد کرے، تاکہ ان کی آنکھیں بھر جائیں جو اس کی طرف امید لگائے دیکھ رہی ہیں، (شیخ صالح فوزان۔ کتاب الدعوة- فتاوی 68/1، 69)

کیا واقعی پیغمبر ؐ اسلام پر جادو کیا گیا تھا؟

روایات اور احادیث نبوی کے مطابق بشمول (صحیحین میں موجود احادیث کے) جو اس مسئلے کی تایید کرتی ہیں: ہم کہہ سکتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا، لیکن اس سحر اور جادو نے آپ ؐ کے مقام نبوت، شرعی مسائل اور وحی الہٰی کے معاملات پر کوئی اثر نہیں ڈالا، جادو کا اثر آپؐ پر اتنا نہیں تھا کہ اس سے وحی اور عبادت سے متعلق معاملات میں کوئی خلل واقع ہوا ہو۔

روایت کے مطابق جادو کا اثر اس حد تک محدود تھا کہ: رسول اللہ صلی

(c) ketabton.com: The Digital Library

اللہ علیہ وسلم کا خیال ہوتاتھا کہ کچھ کام کیا ہے، جو آپ ؐ نے نہیں کیا ہوتاتھا۔
جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا کہ اس سحر اور جادو کو ایک شخص جس کا نام لبید بن اعصم یہودی تھا،اس نے کیا تھا۔(بخاری:۶۳۹۱اور مسلم حدیث نمبر ۲۱۸۹)
ہمارے عظمت والا رب نے آپﷺ کو اس سے نجات دی، اور آپﷺ پر وحی بھیجی اور معوذتین (فلق،ناس) کے ساتھ دم کیے گئے،(بخاری:۵۷۳۵ اور مسلم ۲۱۹۲)
بعض لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ پر جادو کیا گیا تھا، وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مان لیں کہ نبی ﷺ پر جادو ہوا تھا تو ان ظالموں کے قول کی تصدیق لازم آتی ہے جو کہتے تھے: "اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا"(سورہ فرقان:۸) ترجمہ: "تم تو بس ایسے آدمی کی پیروی کررہے ہو جس پر جادو کیا ہوا ہے"۔
اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جادو ہونا ہرگز ان ظالموں کے باتوں کی تائیدنہیں ہے، جنہوں نے نبی کریم ؐ کو سحرزدہ آدمی کہا، کیونکہ ان کا دعوی تھا کہ رسول اللہﷺ کو ان الفاظ کے ساتھ جادو کیا گیا ہے، جو ان پر نازل ہوتے تھے، جو کچھ آپﷺ پر نازل ہوتا تھا ان کے خیال میں دھوکے جیسے سحر زدہ لوگوں کی طرح غیر متعلق اور بے ربطہ الفاظ تھے، لیکن قطعی حکم یہ ہے کہ: جو سحر نبیﷺ پر ہوا تھا وہ وحی اور عبادت میں سے کسی بھی چیز پر اثر انداز نہیں ہوا تھا۔

محترم قارئین:

جادوگر اور ساحر کافر ہے، کیونکہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: "نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ○ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ١٠١○ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ○ "(بقرہ:۱۰۲-۱۰۱)
ترجمہ: "تو ان لوگوں میں سے ایک گروہ نے ، جنہیں کتاب دی گئی تھی، اللہ کی کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا، جیسے وہ نہیں جانتے، اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو شیاطین سلیمان کے عہد حکومت میں پڑھتے تھے"۔
اس آیت میں ہمارے عظیم رب نے واضح طور پر جادو کو شیاطین کا کام قرار دیاہے، چونکہ اللہ تعالٰی نے جنوں جیسے عفریت اور دوسرے

(c) ketabton.com: The Digital Library

شیاطین کو سلیمانؑ کے ماتحت رکھا تھا، اور اس وقت شیاطین جادو کا کام انجام دیتے تھے، اہل کتاب جو انتہائی کفر اور گمراہی میں زندگی گزار رہے تھے، انہوں نے جادو کو سلیمان ؑ کی طرف منسوب کیا، اور کہا کہ: جادو سلیمانؑ کا کام ہے،لیکن چونکہ جادو کفر ہے، اور الله تعالٰی نے اپنے نبی سلیمانؑ کو جادو سے محفوظ رکھا تھا، اور اس کی برائت کا اعلان کیا، فرمایا: "وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ"(سورة البقرة:۱۰۲) "سلیمان ؑ جادو کے مرتکب نہیں ہوئے" ، کیونکہ جادو کفر ہے، اور کفر انبیاء کی طرف سے ناممکن ہے"

پس یہ آیت دلیل ہے کہ جادوگر کافر ہے، اور فرماتے ہیں: "وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ۝ "(سورہ بقرة:۱۰۲) ترجمہ: " اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے".

اس جملے میں الله تعالٰی نے شیطانوں کو کافر کہا، کیونکہ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے، پس یہ معلوم ہوتا ہے کہ جادو کا سکھانا بھی کفرہے.

پیغمبرﷺ نے فرمایا: " اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالوا: ما هي؟ يارسول الله! قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَأَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلاَتِ الْمُؤْمِنَاتِ (بخاری)" ترجمہ: "سات تباہ کن گناہوں سے بچو، پوچھا گیا: اے الله کے رسول! وہ کون سے ہیں؟ فرمایا: الله کے ساتھ شرک، جادو، جس جان کا قتل الله نے حرام ٹھرایا ہے اسے ناحق قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، لڑائی کے وقت دشمن کو پشت دکھانا (بھاگ جانا) اور پاک دامن ، بے خبر مؤمن عورتوں پر الزام تراشی کرنا".

سورہ بقرة کی ان آیات کے علاوہ جو جادو کے کفر اور جادو کی تعلیم و تعلم کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں، دوسرے مختلف مقامات پر بھی جادوگر کے کفر کو ثابت کیا گیا ہے، اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے سحر کو شرک کے بعد قرار بڑا گناہ دیا ہے، اور خدا کے رسول اللهﷺ نے لوگوں کو ان اعمال کے ارتکاب سے ڈرانے کے لیے مختلف قسم کے جادو کا ذکر کیا ہے.

امام نووی کہتے ہیں: جادو کرنا ایک حرام عمل اور علماء کے اجماع کے مطابق کبیرہ گناہ ہے، رسول اللهﷺ نے سحر کو سات مہلک گناہوں میں شمار کیا ہے جو انسان کو ہلاک کرتے ہیں، جادو کی بعض اقسام کو کفر، اور بعض اقسام کو کفر نہیں سمجھا جاتا، لیکن بہر صورت یہ بہت بڑا

(c) ketabton.com: The Digital Library

گناہ ہے، اگر سحر اور جادو میں کفر یہ کلام شامل ہو تو یہ کفر ہے، ورنہ یہ کفر نہیں بلکہ کبیرہ گناہ ہے،لیکن اس کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے،(فتح الباری:۱۰/۲۲۴)سحر کے احکام کے بارے میں مزید معلومات کے لیے فتوی کی طرف رجوع کریں۔
علماء اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ:کسی بیمار کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ نجومی کے پاس جائے جو غیب جاننے کا دعوی کرتے ہیں، اور لوگوں کو اس طرح اپنے پاس بلاتے ہیں، اور ان کی قسمت کا حال یا بیماریاں بتاتے ہیں، اسی طرح کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جو خبریں کاہنوں کی طرف سے ملتی ہیں ان کی تصدیق کرے، کیونکہ وہ لوگ شک اور اندازے سے غیب کی باتیں کرتے ہیں، یا جنوں کو حاضر کرکے ان سے مدد مانگتے ہیں، ان کا کام کفر اور گمراہی ہے، کیونکہ یہ غیبی خبروں کا دعوی کرتے ہیں۔
امام مسلم(رحمتہ اللہ) اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ أَتَى عَرَّافاً فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَصَدَّقَهُ لَمْ تُقبَلْ لَهُ صَلاةٌ أَربَعِينَ يوماً " ترجمہ: "جو شخص کسی غیب کی خبریں سنانے والے کے پاس آئے (عراف وہ ہے جوکسی گم شدہ یا چوری شدہ مال کی نشاندہی کرے) اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے تو چالیس راتوں تک اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی"۔
حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی کریمﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:" مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "، ترجمہ: "جو شخص کسی نجومی یا کاھن کے پاس آیا اور پھر اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے اس دین کے ساتھ کفر کیا جو محمدﷺ پر اتارا گیا ہے"(ابو داود:۳۹۰۴)۔
عمران بن حصین ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ليس منا من تطير أو تطير له، أو تكهن أو تكهن له، أو سحر له، وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ" ترجمہ: جو فال نکالے یا جس کے لیے فال نکالا جائے، جو کہانت کا پیشہ اختیار کرے یا جو کاہن کے پاس جائےیا جادو کرے یا کروائے، وہ ہم میں سے نہیں، جو کاہن کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے کفر کیا" (بزار نے قوی سند کے ساتھ اسے روایت کیا ہے)۔
ان احادیث میں کاھن اور جادوگر کے کافر ہونے کی دلیل موجود ہے، کیونکہ وہ علم غیب جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں، جب کہ یہ (عقیدہ اور عمل) کفر

(c) ketabton.com: The Digital Library

شمار ہوگا، کیونکہ ساحر اور کاھن جنات سے مدد لیے بغیر اور ان کی عبادت کیے بغیر اپنے مقصد کو نہیں پہنچ سکتے، جبکہ ایسا کرنا کفر اور شرک ہے، پاک اور منزہ رب پر، اور اس کی تصدیق کرنے والا بھی کفر اور شرک میں پڑ جاتا ہے، اور اس پر عقیدہ رکھنے والا بھی ان کی طرح ہوگا، اور جو شخص ان کاموں میں مشغول ہوگا، اور ان سے سحر اور جادو سیکھے گا، یقیناً الله اور اس کا رسول اس سے بیزار ہوں گے۔

جادو کی اقسام

جادو ایک شیطانی عمل ہے، اس سے مراد شیطانی تعویذ میں دم کرنا، اور پھونکنا ہے، جو مسحور کے جسم کو متاثر کرتا ہے، اور قتل یا بیماری کا سبب بنتا ہے، یا میاں بیوی اور دوستوں میں تفرقہ ڈالتا ہے، اور تمام تاثیرات خدا کی مرضی اور تقدیر سے ہوتے ہیں، جیسا کہ عظمت والا رب فرماتا ہے: "وَمَا هُم بِضَآرِّينَ بِهِۦ مِنۡ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذۡنِ ٱللَّهِ" (سورةالبقره آیت : ۱۰۲) ترجمہ: اور وہ اس کے ساتھ ہر گز کسی کو نقصان پہنچانے والے نہ تھے مگر الله کے اذن کے ساتھ"۔

الله تعالیٰ اپنے پیغمبروں اور مؤمن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ جادوگر کے شر سے صبح کے رب کی پناہ مانگیں، جادو کی ایک قسم تخیلی جادو ہے، جس میں دیکھنے والے کو کچھ نہ کچھ نظر آتا ہے، اگرچہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی، جیسا کہ قرآن فرماتا ہے: "سَحَرُوٓاْ أَعۡيُنَ ٱلنَّاسِ" (سورة الاعراف: ۱۱۶) اور فرماتا ہے: " فَإِذَا حِبَالُهُمۡ وَعِصِيُّهُمۡ يُخَيَّلُ إِلَيۡهِ مِن سِحۡرِهِمۡ أَنَّهَا تَسۡعَىٰ" (سورہ طہٰ: ۶۶) ترجمہ: "(جب انہوں نے چیزیں ڈالیں) یکایک ان کی رسیاں اور اُن کی لاٹھیاں اُن کے جادو کے زور سے موسی ؑ کو دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں" یہ وہی جادوئی طریقہ تھا جسے صوفی نما چالبازوں نے رائج کیا۔

سحر کی اقسام

علماء جادو کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں:

پہلا: گرہ لگانا اور پھونک مار کر دم کرنا، یعنی: وہ جادو اور منتر جو جادوگر استعمال کرتے ہیں(نقصان پہنچانے کیلیے) الله تعالٰی فرماتے ہیں: " وَاتَّبَعُوۡا مَا تَتۡلُوا الشَّيٰطِيۡنُ عَلٰى مُلۡكِ سُلَيۡمٰنَ‌ۚ۝ وَمَا كَفَرَ سُلَيۡمٰنُ وَلٰـكِنَّ الشَّيٰـطِيۡنَ كَفَرُوۡا يُعَلِّمُوۡنَ النَّاسَ السِّحۡرَ‌ۚ۝"(سورة بقره:۱۰۲) ترجمہ: "اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو شیاطین سلیمان کے عہد حکومت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا، لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے"۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

دوسرا: ایسی دوائیوں کے ساتھ جو جادو شدہ شخص کے جسم، دماغ، قوت ارادی اور خواہشات کو متاثر کرتی ہے یہ وہی چیز ہے جسے وہ خود "عطف": محبت پیدا کرنا، اور "صرف":نفرت بڑھانا، کہتے ہیں،"عطف" یہ ہے کہ کسی شخص کو اس کے بیوی یا کسی دوسری عورت کا اتنا چاہنے والا اور دل دار بنالیتے ہیں کہ وہ جانور کی طرح اس کے اختیار میں ہوتا ہے کہ جس طرح وہ چاہے اس پر حکمرانی کرے، اور "صرف" اس کے برعکس ہے، جو سحر زدہ کے جسم پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے کہ اسے کمزور کردیتا ہے یہاں تک کہ وہ فنا ہوجاتا ہے اور ہر چیز کو اس کی حقیقت کے خلاف تصور کرتا ہے۔

جادوگر کے کفر میں علماء کا اختلاف ہے،بعض کہتے ہیں کہ وہ کافر ہوجاتا ہے، اور بعض کہتے ہیں وہ کافر نہیں ہوتا، لیکن جادو کی جو اقسام ہم نے بیان کی ہیں، ان کے مطابق جادوگر کا حکم واضح ہوجاتا ہے کہ جو شخص شیطانوں کی مدد سے جادو کرتا ہے وہ کافر ہوجاتا ہے، اور جو کوئی دوا سے جادو کرتا ہے وہ کافر نہیں ہوتا، بلکہ گنہگار ہوجاتا ہے۔

سحر سے بچنے کا جوابی اقدام

جادو،حسد،نظر بد وغیرہ سے نمٹنے کا طریقہ ہے اللہ تعالٰی کا ذکر ہیں،صبح و شام ذکر کرنا اور وقت پر نماز پڑھنا، نیز گناہوں سے بچنا، خاص طور پر کبیرہ گناہوں سے، کیونکہ ہر شخص کی نگرانی دو فرشتے کرتے ہیں، اگر کوئی شخص ذکر الٰہی کو نظر انداز کر کے گناہ کرے تو وہ اس کا دفاع نہیں کریں گے، اس لیے اسے شیطان جادو ، وغیرہ ایذا پہنچاسکتے ہیں،اللہ تعالٰی فرماتے ہیں"لَهُ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝١١"(سورہ الرعد:۱۱)

ترجمہ: "اس کے لیے اس کے آگے اور اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے آنے والے کئی پہرے دار ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، بے شک اللہ نہیں بدلتا جو کسی قوم میں ہے، یہاں تک کہ وہ اسے بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرلے تو اسے ہٹانے کی کوئی صورت نہیں اور اس کے علاوہ ان کا کوئی مددگار نہیں"۔

لہذا یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر انسان کے لیے ہر حال میں فرشتے مقرر کیے گئے ہیں، جو اللہ تعالٰی کے حکم کے مطابق اس کی حفاظت کرتے ہیں، دوسرے لفظوں میں، فرشتے انسانوں کو جنات کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

ضرر سے بچاتے ہیں، اور وہ خدا کے حکم کے مطابق اس کے معاملات کی حفاظت کرتے ہیں، لیکن جب مقدر کا معاملہ آجائے تو ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔
یہ محافظ فرشتے ہیں جو یکے بعد دیگرے آتے ہیں، اور اسے ہر سمت اور پہلو سے اپنی نگرانی میں رکھتے ہیں ،لیکن اللہ تعالٰی کی اطاعت سے اس کی نافرمانی کی طرف پلٹنا یہ عزت سے ذلت کی طرف جانا ہے، جو کوئی بھی خدا کی اطاعت کو چھوڑ کر گناہ کی طرف پلٹتا ہے تو وہ خدا کے حکم سے فرشتوں کی نگرانی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، اس لیے شیاطین، جادو ، حسد، بری نظر اس پر ثرانداز ہوسکتی ہیں۔
لیکن جادو کے خاتمے کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ لازما شیاطین کی طرف رجوع کرلے، کیونکہ جادوگروں اور کاھنوں کے ذریعہ شیاطین کی طرف رجوع کرنا حرام ہے،لہذا سحر کو باطل کرنے کےلیے دعا،دن اور رات کے اذکار ، قرآن کی تلاوت، نماز اور شرعی دم درود کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور گناہوں کو چھوڑنا چاہیے۔

جادوگر، نجومی اور کاہن کے پاس جانا

جادو بنیادی طور پر ایک شیطانی علم ہے، جو خارق العادہ، غیر معمولی چیزوں سے مشابہت رکھتا ہے، لیکن وہ خود کوئی خارق العادہ چیز نہیں ہے، کیونکہ اول تو یہ سیکھا جاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جادوگر اور اس جادوئی عمل کا ارتکاب کرنے والا وہ آخری شخص نہیں ہے جو شیطانی توجہ اور تلقین کے ساتھ عادت کے راستوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب رہا ہو، بلکہ دوسرے لوگ بھی اس کا علم حاصل کر کے اس کی طرح کا عمل کرسکتے ہیں، اور جادو گروہ شخص ہے جو اس شیطانی علم کے ماتحت رہ کر الھامات، توجهات اور شیطانی منتروں کے ذریعہ غیر معمولی چیزوں کے مشابہ کام کرتا ہے،کیونکہ یہ شیطانی اعمال اس اعتبار،معجزات اور وقار کے درجے سے جو اللہ تعالٰی نے اپنے انبیاء کو عطا کی ہیں فرق رکھتا ہے۔
جادوگروں، نجومیوں، کاہنوں اور ان جیسے لوگوں کے پاس جانا جائز نہیں ہے، اور ان سے سوال کرنا اور ان کی بات کی تصدیق کرنا بھی جائز نہیں ہے، اور ان سے تیل اور دیگر اشیاء سے ان سے علاج کروانا بھی جائز نہیں ہے،پیغمبرﷺ نے ان کے پاس جانے، پوچھنے اور اس کی تصدیق کرنے سے منع فرمایا ہے، اس لیے بھی کہ وہ علم غیب کا دعوی کرتے ہیں ، اور لوگوں سے جھوٹ بولتے ہیں، اور عقیدے سے انحراف کی طرف بلاتے ہیں۔
ایک (صحیح) حدیث آپﷺ سے روایت ہوئی ہے کہ آپﷺ نے فرمایا: "جو

(c) ketabton.com: The Digital Library

کوئی جادوگر کے پاس جائے اور اس سے کچھ پوچھے اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی"۔
اسی طرح رسول اللہﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی جادوگر یا کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے محمد(ﷺ) پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس کا انکار کیا"۔
اور دوسری جگہ فرمایا ہے: "جو شخص جادو کرتا ہے، یا اس کے لیے جادو کا عمل انجام پائے، یا بدشگونی کرتا ہے، یا اس کے لیے بدشگونی ہوئی ہے، یا کہانت کرے، یا اس کے لیے کہانت کی جائے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔
اس بارے میں بہت سی احادیث مروی ہیں:
اللہ تعالٰی نے جس علاج کو حلال قرار دیا ہے وہ شرعی رقیہ (تعویذ)اور دوائیاں ہیں، جو اچھے عقیدے والے اور نیک سیرت لوگوں کے ہاں جائز ہیں، اور وہ بھی اتنا ہوکہ کفایت کرجائے ، اور اللہ تعالٰی کا شکر ادا ہو جائے(واللہ ولی التوفیق)،(شیخ عبدالعزیز بن باز)

جادو اور ٹونے کا عمومی حکم

جادو کے کام اور سحر کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے جس کی حرمت قرآن و سنت سے ثابت ہے، اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، حتی کہ جادو اور سحر میں بعض ایسے افعال ہوتے ہیں جو کہ کفر کا سبب بن جاتے ہیں۔
جادو میں عام طور پر مشرکانہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں، جنات اور شیاطین سے مدد مانگی جاتی ہے، کیونکہ یہ اعمال اس وقت کام دیتے ہیں جب جادو کرنے والا خباثت اور ناپاکی میں قولی، فعلی اور اعتقادی طور پر شیطانوں کے مشابہ ہو، حدیث نبوی کے مطابق ، کاہنوں اور جادوگروں کی بہت سی باتیں محض جھوٹ ہیں، جو جادوگر کے پاس جاتا ہے اور اس سے کچھ پوچھتا ہے، حدیث مبارکہ میں ہے کہ اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہونے کی وعید ہے۔
مفتی محمد شفیع عثمانی ؒ تفسیر معارف القرآن:۱/۲۷۹)میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: "وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۝"(سورہ بقرہ:۱۰۲)
اگر جادو میں کفر یہ الفاظ استعمال ہوجائیں جیسے شیاطین سے مدد طلب کرنا، تویہ سحر اور جادو (بالاجماع) کفر ہے، اگر ساحر ایسا تعویذ لکھتا ہے جس میں شیاطین سے مدد طلب کی گئی ہو، تو وہ جادو کے حکم میں ہے اور حرام ہے، اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ جادوگر امور میں تصرف رکھتا ہے تو یہ عقیدہ کفر ہے، اور مذکورہ شخص کافر ہے، اس کی بیوی

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس سے جدا ہوجاتی ہے، اسے فورا توبہ کرکے تجدید ایمان کرنی چاہیے(ردالمختار:۵/۱۰۵؛فتح الملہم:۲/۵۸۰؛ المدر المختار:۶/۳۳۷) فصلنامہ ندائے اسلام ،شمارہ :۳۴،۳۵)

شریعت میں جادوگر کی سزا

ائمہ ثلاثہ(امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی) اور جمہور علماء بھی ساحر کے کفر پر اتفاق رکھتے ہیں، کہ اسے قتل کرنا چاہیے اور اس سےتوبہ نہیں کروائی جائے گی، جب اس کا ساحر ہونا اس کے اپنے اعتراف سے یا دو مسلمانوں کی گواہی سے ثابت ہوجائے تو اسے قتل کیاجائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے، کیونکہ ممکن ہے اس کی توبہ ظاہری یا چالبازی ہو، اور ساحر زندیق ہے، اور زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں ہے، اس لیے کہ قابل اعتماد نہیں ہے کہ اس کی توبہ دل سے ہو، اسے قتل کرنا چاہیے۔

کیونکہ پیغمبرﷺ فرماتے ہیں: "حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيفِ"(ترمذی نے سنن میں :۵/۱۵۶، اور طبرانی الکبیر:۲/۱۶۱ میں اور بیہقی السنن الکبری:۸/۱۳۶ میں، ان سب نے یہ حدیث جندب ؓ سے روایت کی ہے)

یہ حدیث مرفوعا اور موقوفا صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ جادوگروں کی حد تلوار کے ساتھ اسے مارنا ہے، اور توبہ کے بارے کچھ نہیں کہا گیا ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ: ساحر سے وضاحت مانگی جائے، اگر اس کا جادو کفر نہیں ہے تو اسے اس عمل سے باز رکھا جائے، لیکن یہ فتویٰ درست نہیں ہے، کیونکہ ہر قسم کے جادو کا تعلق شیطانوں کے تعاون سے اور کفر و شرک کے ذریعے ہوتاہے، اور یہ خالص کفر ہے، ہوسکتا ہے کہ جن علماء نے ایسا فتویٰ دیا ہے وہ یہ سمجھتے ہوں کہ شیطانوں کے تعاون اور کفر و شرک کے علاوہ جادو کا کوئی اور طریقہ بھی ہے۔

خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بعد تمام گورنروں کو حکم دیا کہ وہ مرد اور عورت جادوگروں کو قتل کردیں، اور توبہ کرانے کا حکم جاری نہیں کیا، راوی کہتا ہے کہ: ہم نے خلیفۃ المسلمین کے حکم کے مطابق تین لوگوں کو قتل کیا، (مسند امام احمد: ۱/۱۹۰، سنن ابی داؤد:۳/۱۶۵، سنن بیہقی:۸/۱۳۸)۔

حضرت عمر ؓ نے مہاجرین اور انصار کی موجودگی میں یہ حکم جاری کیا: کسی نے بھی مخالفت نہیں کی، اسی طرح ام المؤمنین حفصہؓ حضرت عمر ؓ کی پیاری بیٹی آپ ؐ کی زوجہ محترمہ نے اپنی لونڈی کو جادو کرنے

(c) ketabton.com: The Digital Library

پر قتل کروادیا، (مؤطا امام مالک 2 / 871، مصنف عبدالرزاق صنعاني 10 / 181، 180، و سنن بيهقي 136/8 / به روايت عبدالله بن عمر).
جندب بن عبد الله، ابو جندب بن کعب ازدی نے، جو جلیل القدر صحابہ میں سے تھے، خلیفہ کی مجلس میں ایک جادوگرنی کو تلوار سے قتل کردیا:(بخاری: ۲/۲۲۲ نے عبد الرحمٰن بن یزید سے اور الطبرانی فی الکبیر: ۲/۱۷۷، ابی عثمان مہدی سے اور سیر اعلام النبلاء للذهبي 3/ 176، 177)
ان روایات کی بناء پر امام احمد فرماتے ہیں: ساحر کا قتل اصحاب رسول ؐ میں سے تین سے (حضرت عمرؓ ان کی بیٹی حفصہ اور جندب) صحیح روایت کے ساتھ ثابت ہے، یہ روایات ساحر کے قتل کرنے کی دلیل ہیں بغیر توبہ کے، بلکہ ساحر کے قتل کرنے میں جلد سےجلد عملی اقدامات کیے جائیں، تاکہ مسلمان اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

چغل خوری

چغل خور کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو ایک کی باتیں سن کر دوسرے شخص یا افراد تک پہنچا تا ہے، جس کے نتیجے میں دو فرد یا افراد کے درمیان دوستی ختم اور رابطے منقطع ہوجاتے ہیں ، جب کہ ہمارے رب نے مسلمانوں کے درمیان مل جل کر رہنے اور رابطے کا حکم دیا ہے، لیکن چغل خور شخص لوگوں کے رابطے منقطع کرنے اور تعلقات ختم کرنے کا سبب بنتا ہے، لہذا ہمارا رب فرماتا ہے: "وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۲۵" (سوره رعد آیت: ۲۵) ترجمہ: "اور وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو اسے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس چیز کو کاٹ دیتے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملایا جائے اور زمین میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے اور انہی کے لیے اس گھر کی خرابی ہے"۔
ایک دوسری آیت میں ایسے لوگوں سے نمٹنے کے طریقے کے بارے میں جن کی بے حیائی کسی نہ کسی طرح ظاہر ہوتی ہے فرماتا ہے: "اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۶" (سوره حجرات: ۶)
ترجمہ: "اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کرلو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو لاعلمی کی وجہ سے نقصان پہنچا دو، پھر جو تم نے کیا اس پر پشیمان ہوجاؤ"
اور ان گناہوں میں سے ایک جس کی کبیرہ گناہ کی تصدیق قرآن میں عذاب کی وعید اور خبر سے ہوتی ہے وہ چغلی ہے، نیز کئی الفاظ چغلی

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے مترادف اور ملتے جلتے ہیں، جیسے: نمیم، نمّامہ،سعایت وقتّات۔

ہمارے عظمت والا رب سورہ مبارکہ رعد میں فرماتے ہیں: "وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ أَنْ يُّوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۙ أُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوٓءُ الدَّارِ۝٢٥"(سورة الرعد:٢٥)۔

ترجمہ: "اور اس چیز کو کاٹ دیتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملا یا جائے اور زمین میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے اور انہی کے لیے اس گھر کی خرابی ہے"۔

واضح ہے کہ نمّام بمعنی چغل خور کے ہے، اور وہ جس نے کسی سے کسی کے بارے میں کوئی بات سنی اور اس تک پہنچا دی، تو اس نے کاٹ دیا اس چیز کو جسے اللہ نے ملانے کا حکم فرمایا اور زمین میں فساد برباد کیا، کیونکہ مؤمنین کے درمیان محبت و الفت پیدا کرنے اور ان کے اتحاد کو مضبوط کرنے کی بجائے، نفرت ،تفرقہ اور دشمنی کو جنم دیا ہے، تو اس کے لیے خدا کی لعنت اور آخرت کا عذاب ہے۔

چغلی کی وجوہات

اخلاقیات کے ماہرین نے اس برائی کے کئی اسباب اور عوامل بیان کیے ہیں، جن کی وجہ سے انسان چغلی کرتا ہے، ذیل میں اس کے کچھ اسباب و عوامل کا ذکر کرتا ہوں!

حسد اور بغض

بعض اوقات کسی دوسرے شخص سے اس کی حیثیت ، دولت اور کردار کی وجہ سے حسد ہوجاتاہے تو وہ اس شخص کو ہر ممکن طور پر تکلیف دینے اور اسے ذلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس لیے وہ چغلی کرتاہے یعنی اس بندے نے کسی کے بارے میں کوئی بات کی تو وہ بات اس تک پہنچادی تاکہ ان دونوں میں تعلقات خراب ہوں یا یہ شخص جس نے بات کی ہے ذلیل ہوجائے اسی لیے روایات میں حسد کو ایمان اور اعمال صالحہ کو تباہ کرنے والا اور دنیا و آخرت میں انسان کو امن و سکون سے محروم کرنے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

زبان کی آفات میں سے ایک اور آفت جو اخلاقی برائیوں میں سے شمار ہوتی ہے، اور لوگوں کو راہ خدا سے دور رکھتی ہے وہ چغل خوری ہے، قرآن کریم چغلی کی مذمت میں فرماتا ہے: "وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۝١"(سورہ همزه:١) ترجمہ: بڑی ہلاکت ہے ہر بہت طعنہ دینے والے، بہت عیب

(c) ketabton.com: The Digital Library

لگانے والے کے لیے اور پھر فرماتا ہے: "هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ۝١١"(سورہ قلم آیت:۱۱) ترجمہ: "اس شخص کی پیروی نہ کریں ،جو بہت زیادہ عیب تلاش کرنے والا چغل خور ہے"۔

اور سورآ قلم آیت:۱۳ میں فرماتا ہے: "عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝١٣" ترجمہ: "سخت مزاج، اس کے علاوہ بدنام ہے"(چغل خور ،نفرت انگیز،متشد اور بدنام ہے)قرآن کریم نے چغل خور کو لفظ "زنیم" کے لفظ سے ذکر کیا ہے،یعنی وہ شخص جس کا نسب واضح نہ ہو، یہ اس گناہ کے عظیم ہونے کا ثبوت ہے۔

چغل خور کا انجام قرآن کی نظر میں

قرآن کریم ان لوگوں کو جو چغل خوری کرکے نفرت اور دشمنی کی آگ کو لوگوں کے درمیان بھڑکاتے ہیں خبردار کرتا ہے،اور انہیں جہنم کے عذاب سے ڈراتا ہے،جیسا کہ ابو لہب کی بیویوں میں سے ایک ام جمیل کے متعلق فرماتا ہے: "وَٱمْرَأَتُهُۥ ۝ حَمَّالَةَ ٱلْحَطَبِ ۝٤" اس کی بیوی : ابو لہب کی وہ لکڑی اٹھانے والی اور آگ بھرکانے والی بھی جہنمی ہے(سورہ مسد آیت:۶)

ام جمیل ،حرب کی بیٹی ،ابو سفیان کی بہن اور معاویہ کی پھوپھی ،ابو لہب کی بیویوں میں سے تھی، جو رسول اللہﷺ کے سخت دشمنوں میں شمار ہوتی تھی۔

بہر حال چونکہ خود ابو لہب آگ بھڑکانے والاتھا،اس کی بیوی بھی فتنہ انگیز تھی،اس راستے میں بہت کوشاں ہوتی تھی، جتنی اس میں طاقت اور استطاعت تھی وہ نبی کریمﷺ اور آپﷺ کے اصحاب کی خبر یں لے کر مشرکوں اور بت پرستوں تک پہنچاتی تھی، اسی لیے اللہ تعالٰی نے اسے برا بھلا کہا، اور اسے آگ کا مستحق قراردیا، اور جس نے بھی چغل خوری کی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

چغل خوری کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص بعض لوگوں کی باتیں دوسروں کے سامنے اس نیت سے بیان کرتا ہے کہ ان میں فتنہ و فساد پیدا کیا جائے، جیسے کسی کے پاس جائے اور اس سے کہے کہ: فلاں نے تجھے ایسے ویسے کہا، تاکہ اس طرح سے لوگوں میں دشمنی پیدا ہو، چغلی کبیرہ گناہوں میں سے ہے،صحیحین میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ: رسول اللہﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے ، اور فرمایا: "أَمَا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَمَا يعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ، قَالَ: فَدَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ، ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا"،

ترجمہ: "ان کو عذاب ہورہا ہے،اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہورہا ہے، صرف یہ کہ ان میں سے ایک آدمی پیشاپ سے نہیں بچتا تھا، اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا، پھر آپﷺ نے کھجور کی ایک ہری ٹہنی لی، اس کے دو ٹکڑے کرکے دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا گاڑدیا، لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپﷺ نے فرمایا: " لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ ييبَسَا" امید ہے کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوتیں ان کا عذاب ہلکا ہو"(بخاری :۲۱۸ اور مسلم:۲۹۲)

نبی کریمﷺ سے روایت ہے کہ آپﷺ نے فرمایا: "لَا يدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ "(بخاری:۶۰۵۶ اور مسلم:۱۰۵) ترجمہ: "چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا".

لہذا مؤمن کو چغل خوری سے اجتناب کرنا چاہیے، چغل خور کے لیے چغلی کے نقصانات میں وہ تمام سزائیں اور تنبیہات ہیں جو اوپر حدیث میں بیان کی گئی ہیں، معاشرے کے لیے چغل خوری کا نقصان یہ ہے کہ یہ لوگوں کے درمیان تفرقہ اور نفرت کا باعث بنتی ہے، اور ان میں فتنہ و فساد کا سبب بنتی ہے۔

دین اسلام میں جن گناہوں کی بہت زیادہ مذمت کی گئی ہے ان میں سے ایک چغل خوری ہے جو اس قدر قبیح ہے کہ اس کے مرتکب کو ملت اسلامیہ میں بدترین لوگوں میں جانا جاتا ہے۔

سورہ مبارکہ فلق سے حاصل شدہ اسباق

1 - اللہ تعالٰی سے پناہ مانگنے کو ہمیشہ ورد زبان بنانا چاہیے،اللہ تعالٰی کی پناہ مانگنا ہر اس ڈراؤنی چیز سے کہ پوشیدہ ہونے کی وجہ سے انسان اس سے چھٹکارا حاصل نہ کرسکتا ہو۔
اس کے ساتھ ساتھ یہ واضح طور پر بیان کیا جانا چاہیے کہ: اللہ تعالٰی کی پناہ مانگے بغیر اپنی اور معاشرے کی اصلاح ممکن نہیں۔

2 - کیونکہ برے لوگ (شیاطین) انسان کے دل اور دماغ پر حملہ کرتے ہیں، ہمیں ایسی طاقت کی پناہ لینی چاہیے جو تالے اور رکاوٹوں کو توڑتی ہے۔

3 - جادو کی گرہ پر پھونکنا حرام ہے، جو کہ سحر ہے اور ہر قسم کا سحر کفر ہے، اور ساحر کی حد تلوار سے گردن کاٹنا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

4 - حسد قطعا حرام ہے، اور یہ ایک خطرناک بیماری ہے کہ جس نے ابن آدم ؑ کو اپنے بھائی قتل کرنے پر مجبور کردیا، اور یوسف ؑ کے بھائیوں کو دھوکے اور فریب پر مجبور کردیا۔

5 - غبطہ(رشک کرنا)حسد نہیں ہے، کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو چیزوں میں حسد نہیں ہے، جب غبطہ (رشک کرنا)مقصود ہو۔

سورہ مبارکہ کے اختتام میں یہ ذکر کرنا چاہیے کہ سورہ فلق میں؛ انسان چار خصلتوں سے اللہ کی پناہ لیتا ہے۔

1 - ہر اس چیز کے شر سے جو اللہ نے پیدا کی ہے۔

2 - ہر اس چیز کے شر سے جو رات کی تاریکی میں یا اندھیرے میں رونما ہو۔

3 - گرہوں میں جادو کرنے والوں کی برائی سے۔

4 - ہر حسد کرنے والے کے شر سے۔

یہ چار خصلتیں ان چیزوں میں سے ہیں جن سے انسان ڈرتا ہے۔

اے رب !اپنے دین کو شیطانی سوچ رکھنے والوں سے بچا،

آمین یارب العلمین

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library